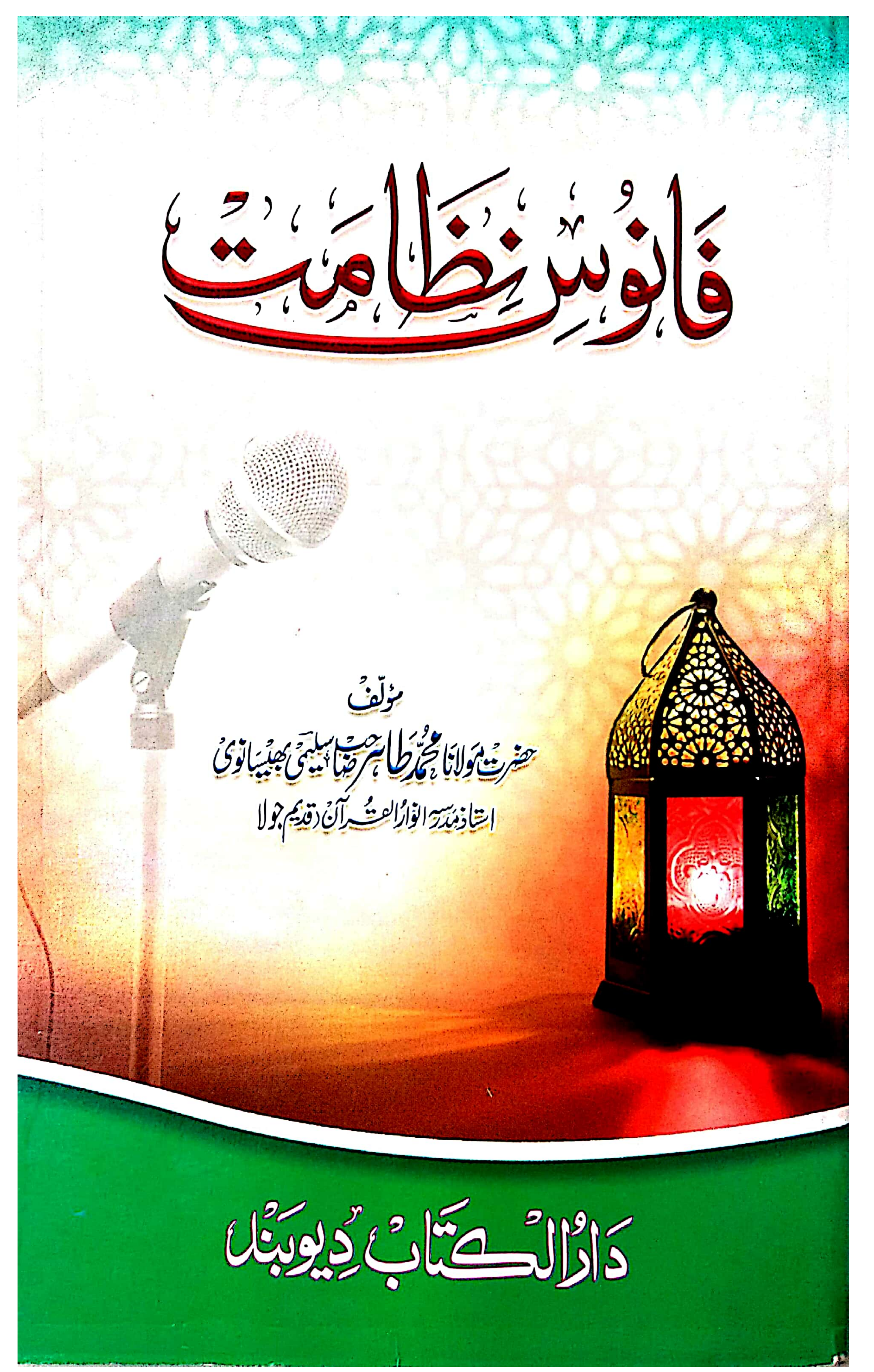


Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فانوسِ نظامت

مؤلف

حضرت مولانا محمد طاہر صاحب سلیمی بھیسانوی

استاذ مدرسہ انوار القرآن (قدیم) جولا

ناشر

دار الکتاب دیوبند

تفصیلات

نام کتاب...............: فانوسِ نظامت

مؤلف...................: حضرت مولانا محمد طاہر صاحب سلیمی بھیسانوی
استاذ مدرسہ انوار القرآن (قدیم) جولا

کمپوزنگ...............: محمد محسن دیوبند: 8057239323 - 9045237896

صفحات..................: 112

ناشر.....................:



دارالکتاب دیوبند

فہرست مضامین

انتساب

جس ماحول میں آنکھیں کھلیں، وہ علم وحکمت سے نا آشنا اور فکر فردا سے نابلد تھا۔ خاندانی تہذیب و ثقافت، نا گفتہ بہ احوال کی غماز تھی؛ مگر والدین کی بس ایک ہی تمنا اور آرزو میری ذات سے وابستہ تھی کہ ہمارا بیٹا علمِ دین کسی طرح سے حاصل کر لے۔

عربی پنجم میں والدۂ محترمہ کا انتقال ہو گیا؛ مگر والدِ محترم نے اپنی پوری توجہات کا مرکز میری تعلیم کو بنایا جس کی برکت اور دعاؤں کا ثمرہ میرا یہ علمی انہماک ہے، اللہ تا دیر یہ سایۂ رحمت میرے سر پر قائم فرمائے۔ (آمین)

قلم کی کشت زاری اور فکر کی یہ گل خیزی اسی بے لوث والدِ محترم کے نام ہے۔

طاہر سلیمی بھیسانوی

۲۰/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ



باسمہٖ تعالیٰ

پیش لفظ

دنیا کی شے ایک اَچھوتے نہج اور عدیم المثال، اُصول وضوابط کی فصیلوں سے مرقّع ہونے کے اہتمام کی خواہاں رہتی ہے، اور مسلسل تجربات کی سوغات بھی اسی سبزہ زار کی سیر کرانے پر رواں دواں محسوس پڑتی ہے؛ کیونکہ بے راہ روی بہت سے سنہرے اُصولوں پر بھی اثر انداز ہوا کرتی ہے؛ اس لیے ہر شے کا ایک خاص نہج اور منفرد اُسلوب ہوتا ہے جس سے وہ تزئین کاریوں کی وادیوں میں محوِ سیر ہوا کرتی ہے۔

بھیک بھی مانگو تو تہذیب کا کاسہ لے کر
ہاتھ پھیلا کے خزانہ نہیں مانگا جاتا

جلسوں اور پروگراموں کی آراستگی وزیبائی میں نظامت اور ناظم کا کلیدی کردار ہوتا ہے؛ چنانچہ اگر ایک ناظم سلیقہ منداور باشعور لہجہ میں دلکش الفاظ اور تعبیرات کے ذریعہ سامعین کے دلوں کو موہ لیتا ہے تو ہر مشکل مرحلہ آسان تر ہو جاتا ہے اور پروگرام کامیابی و کامرانی کے مقام تک بحسن وخوبی پہنچ جاتا ہے؛ اس لیے مدارسِ اسلامیہ جہاں تقریر و خطابت کے جواہر عجیبہ طلبہ کے سینوں میں علمی پختگی کے ساتھ، پیوستہ کرتے ہیں وہیں نظامت کی نازک ترین راہوں سے بھی آگہی کا ہنر دیتے ہیں۔

الحمدللہ بندہ نے طلبۂ عزیز کے ساتھ اس سلسلہ میں بھی جدوجہد کا آغاز کیا تو بہت سے اچھے اور قابلِ اعتماد اناؤنسر اور نظماء اپنی بزم میں دکھائی دینے لگے، جو بہت سے پروگراموں کی زینت اور دادو تحسین کا مرکز بن گئے۔

چونکہ عموماً وہ نظامت کے مضامین مجھ سے لکھواتے تھے تو رفتہ رفتہ ایک کافی ذخیرہ میرے پاس اس مواد سے متعلق جمع ہوگیا پھر دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان مضامین کو شائع کرادیا جائے، اللہ نے اس کے بھی اسباب فراہم فرمادیے، الحمدللہ ایک کتابچہ کی شکل میں اب یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

احقر نے اس میں الفاظ کا ایک خاصہ ذخیرہ اچھوتے نہج پر جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو ایک راہِ نظامت کے مسافر کے لیے سنگ میل ثابت ہوگا اور اشعار کا ایک ایسا ذخیرہ اس میں جمع کیا ہے جس میں اکثر اشعار بندہ ہی کے فکر و قلم سے رونما ہوئے ہیں۔

اس موقع پر میں مولوی قاسم شریک عربی ہفتم دارالعلوم دیوبند کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے قدم قدم پر ہمّت کا ثبوت دیا اور اپنی اَنتھک محنت کے ذریعہ اس کو بامِ طبع تک پہنچایا۔

انسان خامیوں کا معجون ہے، مجھ سے بھی اس میں بہت سی خامیاں ہوئی ہوں گی۔ اگر آپ ان پر مطلع ہوں تو ناچیز کی اصلاح کی غرض سے ان پر آگاہی فراہم فرمائیں۔ اللہ اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

فقط

محمد طاہر سلیمی بھیسانوی

خادم جامعہ انوار القرآن (قدیم) جولا



تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب

استاذِ حدیث مدرسہ شمس العلوم ٹنڈ ھیڑہ مظفرنگر

حمدِ بے حد اور سپاسِ بے قیاس اس قادرِ مطلق جلّ مجدہٗ کو سزاوار ہے، جس نے اس گلستانِ عالمِ آب وگل کی سابق نمونے کے بغیر محض اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعے تکوین و تخلیق فرمائی۔

اور لامحدود و لامتناہی رحمتیں نازل ہو اس مقدس و پاکیزہ ذات پر، جن کی بعثتِ بابرکت عالمین کے لیے سراپا رأفت ورحمت ہے۔

حمد وصلاۃ کے بعد عرض ہے کہ گلستانِ عالَم کا ایک گل شگفتہ حضرت انسان ہے، جسے اشرف المخلوقات اور مسجودِ ملائکہ ہونے کا شرف حاصل ہے، حق جلّ مجدہٗ نے انسان کو گوناگوں اوصاف وکمالات سے سرفراز فرمایا ہے، جن میں سے نطق و گویائی اور کتابت و نگارش اس کے ایسے مخصوص وممدوح وصف ہیں جو اسے دیگر حیوانات ومخلوقات سے منفرد وممتاز کرتے ہیں، زیرِ نظر ناقص تحریر انسان کے وصفِ نگارش کی مدح وتعریف کی مناسبت سے صفحۂ قرطاس پر آئی ہے۔

اللہ جلّ جلالہٗ وعزّ اسمہ نے امتِ مسلمہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے بڑے اہلِ قلم وار بابِ نگارش اور مؤلفین ومصنفین پیدا فرمائے، جنھوں نے عہدِ رسالت ہی سے خداداد تحریری صلاحیتوں اور باکمال ذہانتوں کی بدولت اپنے قلموں کے ذریعے علومِ

شرعیہ اور فنونِ دینیہ کو مدون و مرتب اور محفوظ و منضبط فرما کرامت پر احسانِ عظیم کیا ہے۔

تدوین و ترتیب اور تصنیف و تالیف کا یہ مبارک و میمون سلسلہ تا ہنوز آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے، متبحر و متعمق اور باذوق اہلِ علم و فن جس فن سے متعلق تصنیف کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اس فن میں بڑی محنت و ریاضت سے مواد و مضامین جمع کر کے بروقت مفید و نافع تصنیفات تشنگان و ضرورت مندگان کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیرًا

زیرِ نظر ''فانوسِ نظامت'' نامی مختصر اور جامع رسالہ اسی تالیفی رَواں دَواں سلسلہ کی اہم کڑی ہے جو فن نظامت سے متعلق ہے۔

اربابِ ذوق پر اس فن کی نفعیت و اہمیت، دقت و نزاکت اور ضرورت مخفی نہیں ہے، اس فن کی صحیح اور کامل ضرورت کا احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے، جب وہ کسی ایسے دینی و اصلاحی پروگرام میں نظامت کے فرائض کی انجام دہی کی ذمہ داری کی ادائیگی کا مامور و مکلّف ہوتا ہے، جس میں عوام الناس کے کثیر مجمع کے ساتھ مختلف مناصب پر فائز اہلِ علم و دانش مدعوین و مندوبین شریک ہوں۔

اگر ناظمِ جلسہ افراط و تفریط سے اجتناب کرتے ہوئے ان شخصیات کے موزوں و ہم آہنگ القاب و آداب استعمال نہ کرے تو نظامت بے جان اور ناظم نادان شمار کیا جاتا ہے؛ چنانچہ باوقار آواز، خوش کلامی، خوش اُسلوبی اور حاضر جوابی کے ذریعے مجمع پر مکمل قابو رکھنے کے ساتھ ہر مدعو کی علمی حیثیت اور فنی کمال کے مطابق القاب و آداب کا انتخاب و استعمال ناظم کا اہم فریضہ اور بڑی ذمہ داری ہے۔

فن نظامت کی اہمیت و ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے از ہرالہند مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے باذوق و بااستعداد اور زمانۂ طالب علمی ہی سے اس فن کا خاص شوق و شغف اور گہری دلچسپی رکھنے والے فاضل جناب مولانا محمد طاہر سلیمی بھیسانوی استاذ

مدرسہ انوارالقرآن (قدیم) جولا نے اپنے ذوقِ سلیم اور وسیع وغزیر مطالعہ کی مدد سے رسالہ ''فانوسِ نظامت'' تالیف کیا ہے، جس میں موصوفِ محترم نے دینی، اصلاحی اور سیاسی پروگراموں کے تمام مراحل سے متعلق شیریں و پُروقار الفاظ، وقیع و دلکش تعبیرات، نادر و مروّجہ محاورات، دلچسپ اور مناسب حال اشعار و ابیات پر حاوی مشمولات و مضامین کا حسین مرقع اور خوبصورت گلدستہ تیار کر کے شائقین نظامت کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

یہ رسالہ جہاں جلسوں، کانفرنسوں، سیمیناروں اور دیگر علمی و ادبی پروگراموں کے ناظمین کے لیے معاون ومِمد ہے وہیں الفاظ وتعبیرات کی جدّت وندرت، دلکشی اور دلربائی کی بنا پر مدارسِ اسلامیہ اور جامعاتِ دینیہ میں افتتاحی، اختتامی اور ہفتہ واری انجمنوں میں نظامت کے فرائض انجام دینے والے باذوق و پُرشوق طلبہ کے لیے بھی بیش بہا تحفہ ہے۔

ناچیز راقم السطور نے رسالے کے اکثر صفحات و مقامات کا بغور مطالعہ کیا ہے، الفاظ وتعبیرات منتخب اور پسندیدہ ہیں، حق جلّ مجدہٗ نے مؤلف محترم کو سلیقہ نگارش و انتخاب اور پاکیزہ شاعرانہ ذوق سے نوازا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس مخلصانہ وہمدردانہ کاوِش کو سعی مشکور بنائے اور ان کے قلم کو مزید طاقت وتوانائی عطا فرمائے۔

محمد راشد خالدی

خادم التدریس والافتاء جامعہ شمس العلوم ٹنڈیڑہ مظفرنگر

۱۵/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ بروز دوشنبہ



باسمہٖ تعالیٰ

تحریکِ صدارت

حمد وستائش اس حق جل مجدہٗ کے لیے جس نے ہم کو اکابرامت کے اپنے خونِ جگر سے سینچے ہوئے گلشن یثربی کے شجر طوبیٰ کی نوشگفتہ کلیوں اور شگوفوں کے قالب میں ڈھالا اور اس باغ میں نشیمن کو فروکش کیا، جہاں صلصل بھی بلبل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور درود پاک کا نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں اس ذاتِ اقدس پر جو نقطۂ انوارِ فیضانِ خداوندی ہے۔ اس کے بعد میں عرض کناں ہوں کہ آج ہم طلبہ .... کا سالانہ پروگرام ہے، اور ہمارا یہ پروگرام ایک کارواں کی حیثیت رکھتا ہے اور کارواں کے لیے میر کارواں کا ہونا بے حد ضروری ہے؛ بقولِ شاعر ؎

عشق و جنوں کی راہ میں رہبر کی جستجو
جائز نہیں کہ عقل بھی رہبر بنے وہاں
پر زندگی کی راہ میں جب بھی اُٹھے قدم
لازم ہے ڈھونڈلو کوئی میر سفر وہاں

الحمدللہ آج ہماری اس بزمِ پُر بہار میں ایسی دلآویز شخصیت جلوہ گر ہے جو مصدرِ علم و عرفان اور سرچشمۂ رشد و ہدایت ہے جو علم وعمل کے سنگم اور شریعت وطریقت کے مجمع بحرین ہیں؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی جہالت کے ریگستانوں میں سنت وہدایت کے شجر بارآور کے ایسے سایے نہایت کمیاب ہیں، کہ جن کی چھاؤں میں محوِ استراحت ہو کر خالقِ ارض وسماں کی یاد تازہ ہو۔ میری مراد جناب حضرت مولانا............ ہیں۔

اس اُمید کے ساتھ میں حضرت والا کا اسمِ گرامی منصبِ صدارت کے لیے پیش کرتا ہوں کہ قمریوں اور طوطیوں کی تائید وتوثیق سے یہ چمن گونج اُٹھے گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم

باسمہٖ تعالیٰ

تحریکِ صدارت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم. أَمَّابَعْدُ!

بہارِ نو کی رعنائی چمن میں لہلہائے گی
فضا کے دوش پر بادِ عنایت مسکرائے گی
سفینہ ناخدا کے بِن کبھی منزل نہیں پاتا
ملے ہیں ناخدا ہم کو تو منزل پاس آئے گی

حضرات اساتذہ کرام ومہمانانِ عظام اور دبستانِ حکمت و دانش کے پُر کیف گلفشانو!
میں سب سے پہلے آستانۂ ایزدی پر جبیں سائی کے فرائض انجام دیتا ہوں۔
اور اس بارگاہِ غریب پرور میں ہدیۂ تشکر وامتنان پیش کرتا ہوں جس نے نفرتوں کے خیموں میں مواخات ومحبت کی نرم رو، ہواؤں کو جادہ پیما کیا اور روحِ انسانیت کو مرہم سازی سے حیاتِ نو ودیعت فرمائی۔ بعد ازاں بندۂ ناچیز عرض کناں ہے کہ یہ گھڑیاں جو اس وقت ہمارے مابین جاری ہیں، یہ نہایت مسعود ومبارک اور باعثِ فرحت وشادمانی ہیں؛ اللہ نے ہم کو بے بہا دولتِ خاص عطا فرمائی، اللہ ہمارے پروگرام کو کامرانی وسرفرازی سے ہم کنار فرمائے۔
حضرات! ہمارے اکابر اور اسلاف کا یہ طریقۂ متوارثہ رہا ہے کہ جب کوئی ایسی مجلس منعقد ہوتی ہے تو آغاز سے پہلے ہی ایسی ہستی کو منتخب کرلیا جاتا ہے جس کی سرکردگی میں منزلِ مقصود تک پہنچا جا سکے؛ چنانچہ اپنے اکابر کی اس سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہم بھی ایک ایسی ذات کا انتخاب کرتے ہیں جو فکر ودانائی، فہم وتدبر، فراست وذکاوت، کمالاتِ ظاہری وباطنی، علم وحلم، زہد وتقویٰ اور للّٰہیت وبے لوثی کے حسین مرجع اور حقیقی سنگم ہیں۔ میری مراد جناب .... دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔
اِس یقین کے ساتھ میں حضرت کا نام نامی پیش کرتا ہوں کہ اہلِ بزم کی جانب سے تائید وتوثیق کی جائے گی۔

باسمہٖ تعالیٰ

استقبالیہ کلمات

اَلْحَمْدُ لِأَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى أَهْلِهَا. أَمَّابَعْدُ!

بے شمار حمد و تسبیح و مدح ستائش کے ذخائر اس آستانۂ کبریاء پر، وارتا ہوں جس نے مجھ جیسے نااہل کو، فکر و دانش، فہم و نظر، ادب و آگہی، صلاح و اصلاح، معرفت و فدائیت، شریعت و طریقت اور امن و رحمت کے مرکز مادرِ علمی میں اپنی علمی تشنگی، ساقیانِ امت کے قلب و نظر سے زائل کرنے کا پُر کیف موقع عنایت فرمایا اور اس باغ میں کاشانۂ حیات استادہ کیا، جس کی طوطیوں کی نواؤں سے، گلستانوں اور گلشنوں میں ہی نہیں؛ بلکہ کوہ و بن، دشت و دمن اور صحرا و بیابان تک میں ہنگامے رونما ہو جاتے ہیں۔

درود و سلام کی ڈالیاں نچھاور کرتا ہوں اس دُلارۂ عرب، فخر کونین، ہادیٔ ثقلین اور پیغمبر تہامی پر جس نے عالم کو کفر و ضلالت کے عمیق غار سے نکال کر حضرتِ انسان کو گمشدہ انسانیت سے نوازا۔

اس کے بعد: میں اپنی اور اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے، سراپا شوق و نیاز ہو کر تمام آنے والے اساتذۂ کرام مہمانانِ عظام اور عزیز ساتھیوں کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اپنی چشمِ عنایت سے ہماری اس بزم پُر بہار کی آواز پر لبیک کہا اور اس کو کیف و سرور بخشا۔

عنایت ہے، کرم ہے، شکریہ ہے اور نوازش ہے۔

شکریہ پیش ہے مرہونِ کرم آپ کے ہیں
برکتیں جن سے ملیں ایسے قدم آپ کے ہیں

اور میں ہی کیا بلکہ میرے دیار کا چپہ چپہ، ذرّہ ذرّہ، آپ کی آمد پر کیف و مستی کا رول ادا کر رہا ہے۔ اگر یہ محفل ایک چمن ہے تو اس کے چمپا و چنبیلی آپ ہیں؛ اگر یہ محفل ایک سرسبز و شاداب باغِ بہار ہے، تو آپ اس کے ثمر ہائے شیریں ہیں۔ ہر کلی مسکرا رہی ہے، ہر ایک چہرے پر تازگی و تابندگی کے آثار ہیں، یہ مہکی مہکی سی فضا اور یہ مست مست ہوا سب کے سب جھوم جھوم کر خوشی کے مُژدے کیوں نہ آشکارہ کریں، فرحت و انبساط کے نغمے کیوں نہ گائیں کہ آپ جیسی برگزیدہ مسعود شخصیات یہاں جلوہ افروز ہیں۔

بہرحال میں تمام مہمانانِ کرام کا پُر زور خیر مقدم اور استقبال کرتا ہوں اور اس شعر کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ ؎

بہار آئی چمن میں آج غنچے مسکراتے ہیں
بانداز حسیں یہ گلشن علمی سجاتے ہیں
سجائے ہونٹ پر نغمات ترحیب و تشکر کے
صمیمِ قلب سے اہلاً و سہلاً گنگناتے ہیں

"وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"



باسمہٖ تعالیٰ

خطبۂ استقبالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَاءِ وَالدِّیْنِ.
أَمَّابَعْدُ!
فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا.

قابلِ صدتوقیر و تعظیم حضرات اساتذۂ کرام، معزز و معظم مہمانان اور عزیز رفقا و احباب! ہمارے لیے یہ جاری لمحات وساعات بے پناہ پُرمسرت اور بے انتہا فرحت بخش ہیں کہ آج ہم طلبۂ جامعہ .... کی محبوب انجمن "............" کا اختتامی پروگرام گزشتہ سالوں کی طرح بڑے تُزک واحتشام اور اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ حضرت مولانا.....................کی زیرِ صدارت منعقد ہونے جارہا ہے۔

ہم بارگاہِ ربّ کائنات میں دعاگو ہیں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہمارے اس علمی وروحانی پروگرام کو خوش انتظامی اور حسن وخوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور ہماری

اس جہانِ فانی کی عمرِ قلیل و ناپائیدار میں اِس طرح کے پُرنور و بابرکت اور زرّیں مواقع کے دیدار و سماعت کی توفیق سے ہم کو بار بار سرفراز فرمائے! آمین

چمنستانِ علمی کے نوشگفتہ پھولو! ہم علوم و معارف کے درخشندہ و تابندہ شمس و قمر، اخلاص و للّٰہیت کے صادق و حقیقی پیکر، علمِ دین کے بے لوث خدام، توحید و سنت کے مخلص علَم بردار، ملتِ اسلامیہ کے باوقار مقتدا اور شریعتِ محمدیہ کے باصفا پاسبان، اپنے اساتذۂ کرام کی خدمتِ عالیہ میں بصمیمِ قلب وجگر ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں، کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی اور شب و روز کی گوناگوں مصروفیات و مشغولیات کے باوجود ہماری حقیر دعوت کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور ہماری قابلِ قدر دل جوئی اور حوصلہ افزائی کی خاطر ہمارے پروگرام میں شرکت فرما کر کرم فرمائی کی۔

علاوہ ازیں ہم اپنے موقر و محترم مہمانان کی خدمتِ عالیہ میں بھی تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں ے ہماری خاطر اپنے بہت سے ذاتی اور ضروری اُمور و مشاغل کو ترک کیا اور ہماری معمولی طلب و درخواست پر سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے تشریف لائے اور پروگرام کی رونق کو دوچند و دوبالا فرمایا؛ نیز ہم اپنے ان احباب و رفقاء کے بھی شکر گزار اور احسان مند ہیں جنہوں نے ہم سے قلبی ربط و تعلق اور دلی لگاؤ کے سبب فرحت و انبساط کے موقع پر قدم رَنجائی فرمائی اور ہماری اس بزم پُر بہار کو اپنی مبارک آمد سے مزید زینت و زیبائش بخشی اور اس خوشی میں برابر کے شریک رہے۔

ہم سب، حاضرینِ بزم اور سامعینِ کرام کا پُر جوش خیر مقدم کرتے ہیں اور خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہاں پر ہمارے وہ اقبال مند باسعادت اور معزّز رفقاء بھی لائقِ تعریف و توصیف اور قابلِ داد و تحسین ہیں جنہوں نے پورے سال درسِ نظامی کی کتابوں میں مکمل انہماک و اشتغال کے ساتھ اپنی محبوب انجمن .... کے انتظامی اُمور کی ذمہ داریاں اپنے سر لی اور نہایت خوش اسلوبی اور بڑے اہتمام و دلچسپی

کے ساتھ انہیں انجام کو پہنچایا اور جانی و مالی قربانی پیش کر کے انجمن کو فروغ بخشا اور اس کو پروان چڑھایا اور انتہائی عرق ریزی و جاں فشانی کر کے پورے سال مواظبت کے ساتھ ہفتہ واری پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

نیز انجمن کے افتتاحی ششماہی اور اختتامی پروگراموں میں بھی ان کے درمیان تنافس وتسابق کا معاملہ جاری رہا، سال بھر جہدِ مسلسل اور سعی پیہم کر کے اپنی خطابتی مخفی صلاحیتوں اور خوابیدہ تقریری لیاقتوں کو اُجاگر و بیدار کیا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدَّارَيْنِ عَنِّیْ وَعَنْ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

ہم بارگاہِ ربّ السمٰوات والارض میں دعا گو ہیں کہ رب ذوالجلال والاکرام ہماری اِس معمولی خدمت کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں علم و عمل کے ساتھ خلوص وللّٰہیت کی قیمتی اور بیش بہا دولت سے مالا مال فرمائے اور اپنے فضل بے پایاں کے ذریعہ ریا و نمود سے ہماری خصوصی حفاظت فرمائے۔

”وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ“



باسمہٖ تعالیٰ

سپاس نامہ

برائے انجمن جمعیۃ التہذیب طلبہٗ دارالعلوم

اَلْحَمْدُ لِأَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی أَهْلِهَا أَمَّا بَعْدُ!

بہار آئی کسی کا تذکرہ کرنے کا وقت آیا
سنبھل اے دل کہ اظہارِ وفا کرنے کا وقت آیا
رواں ہیں اپنے مرکز کی طرف آسودہ اُمیدیں
ہجومِ یاس کو دل سے جدا کرنے کا وقت آیا
پھر اِک گم کردہ راہِ زندگی کو مِل گئی منزل
سجودِ شکر بے پایاں ادا کرنے کا وقت آیا

سب سے پہلے میں ''امتنان وتشکر'' کے پھول، اُس بارگاہِ یزدانی میں پیش کرتا ہوں، جس نے ہم کو مادرِ علمی کے فرزند ہونے کا شرف عطا کیا؛ یہ انعامِ یزدانی ہے کہ ہم اس مصدرِ علم وعرفان سے مربوط ہیں، جس کی لے سے باطلی طاقتیں کانپ اُٹھتی ہیں اور گھٹنے ٹیکتی نظر آتی ہیں۔

ذرّات کا بوسہ لینے کو سوبار جھکا آکاش یہاں
اپنی ہی نظر سے دیکھی ہے باطل کی شکستِ فاش یہاں

اور اس رسولِ عافیت، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں ''درود وسلام'' کی ڈالیاں نچھاور کرتے ہیں، جس نے راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھانے والا

بنادیا۔ بقولِ شاعر ؎

ہوں لاکھوں سلام اُس آقا پر دل لاکھوں جس نے جوڑ دیے
دنیا کو دیا پیغامِ سکوں انسانوں کے رُخ موڑ دیے

حضراتِ گرامی! ہم اپنے حالِ دل کو ''الفاظ کے قالب'' میں ڈھالنے سے قاصر ہیں، جذباتِ قلب کے بحر بیکراں کو محفل کے سامنے بیان کرنے سے عاجز ہیں، آپ کی تشریف آوری، ہماری انجمن کی تاریخ میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ زبان وقلم آپ کی اس قدم رنجانی پر جامع کلماتِ تشکّر پیش کرتے ہوئے لرزاں ہیں کہ دنیائے اسلام کے اس مسلمہ مذہبی مرکز ''دارالعلوم دیوبند'' میں، ہندی ثقافت و حضارت اور تہذیب و تمدن کے روحِ رواں حضرت مولانا................ہماری حقیرسی دعوت پر جمع ہوگئے۔

آج ہماری یہ محفل، علم وعمل، حلم ومتانت، وعظ وخطابت، فقاہت و وضاحت، دانش وعقل، فضل وکمال، دولت وثروّت، فکرونظر، صلاح واصلاح، تبلیغ وارشاد اور شجاعت وسخاوت کا ایک حسین ''سنگم'' ہے۔ جب میں نے غالب کا یہ شعر پڑھا کہ ؎

وہ آئیں گے مِرے گھر وعدہ کیسا دیکھنا غالب
نئے فتنوں میں پھر چرخِ کہن کی آزمائش ہے

تو میں نے یہ سمجھا تھا کہ بڑے لوگوں سے ملنا یا ان کو اپنے یہاں بلانا بڑا مشکل کام ہے؛ مگر جب میں یہ ماحول دیکھ رہا ہوں تو غالب کے ہی ایک شعر سے تردید ہورہی ہے کہ ؎

وہ آئے بزم میں دیکھو نہ کہنا پھر، کہ غافل تھے
شکیب و صبر اہلِ انجمن کی آزمائش ہے

غرض یہ کہ آپ کی آمد کو ؎

مِری زباں کی نوائیں سلام کہتی ہیں
دھڑکتے دل کی صدائیں سلام کہتی ہیں

روئیں روئیں کی زباں پر ہے عرض ناز و نیاز
کلی کلی کی اَدائیں سلام کہتی ہیں

عالی مقام، مہمانانِ کرام اور علمائے عظام! اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی خدمتِ عالیہ میں تشکرانہ کلمات کے ساتھ ساتھ ''انجمن'' کے کچھ مقاصد بھی پیش کردوں۔

جب انگریزوں کے ناپاک قدموں نے سرزمین اقوام ایشیا کی عبقری شوکت کو عالم سے مٹانا چاہا اور گھر گھر اس تباہ کن مرض کی اشاعت ہونے لگی، لوگوں کے عقیدے خطرات کی دَلدَل میں پھنسنے لگے؛ وہ ہندوستان جس نے کئی صدیوں تک اسلام کے ''پُرامن'' ماحول کا مطالعہ کیا تھا، جس نے ایسے شہنشاہوں کو اپنی زمین میں چھپا رکھا تھا، جنہوں نے چنگیز خاں جیسے ظالم وخون خوار کو اپنی سرحدوں کے پاس تک بھی نہ آنے دیا تھا۔ وہ ہندوستان جس کی جمنا کے پانی سے وضو کی دلکشی کا عکس عیاں ہو رہا تھا، کنارِ دریائے گنگا سے اذان کی آوازِ بازگشت لگاتار آرہی تھی۔ وہ ملک ایسے ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں میں آگیا، جو گنگا جمنی تہذیب وتمدن کے دشمن تھے۔ وہ اس ملک کے باشندوں کو بلاتفریق غلام بنانے لگے اور ہندوستان کی عوام کا خون ان کے پسینے سے بھی سستا ہوگیا، تو ایسے ماحول میں خدا کے پُرخلوص ''بندوں'' نے ہندوستان میں اَمن وشانتی کو برقرار رکھنے کے لیے اور آپس کی بھائی چارگی کے لیے مدَرسوں اور مکتبوں کو قائم کیا اور ان میں تاجدارِ بطحیٰ، سرکارِ دوعالم اور پیغمبرِ تہامی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمدی تعلیم ہونے لگی اور لوگوں نے ''عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا جام نوش کرنا شروع کردیا۔

اس کے بعد علمائے امت نے ان علوم کو جوامتِ مسلمہ کے ''نوجوان'' مدرسوں میں حاصل کرتے ہیں، ان کو عوام تک پہنچانے کے لیے ان انجمنوں کو قائم فرمایا؛ کیونکہ زبان وقلم سے ہی علمی تشنگی کا اِزالہ ممکن ہے؛ چنانچہ انجمنیں قائم ہوئیں اور الحمدللہ اپنے مقاصد میں یہ صد فیصد کامیاب ہوئیں۔

اسی طرح طلبۂ ضلع مظفر نگر.................... کی یہ انجمن بھی انہیں مقاصد کو لے کر درستگی وشائستگی کے اسباب فراہم کرنے کے لیے اب سے تقریباً.............. پہلے ایک بزرگ ہستی، علم وعمل کے مجمع بحرین حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی یاد میں قائم ہوئی اور ہزاروں لوگوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا اور سینکڑوں مقررین اسلام اس سے تیار ہوئے۔

اِسی طرح انجمن کی لائبریری، مختلف علوم وفنون کی کتابوں سے مرصع اور مزین ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ: مرکزی درسگاہ سے جو قوتِ فکریہ اور عملیہ ایک طالبِ علم حاصل کرتا ہے اس میں مطالعہ کے ذریعہ گہرائی پیدا ہو اور دینی و دنیوی تعلیمات سے خود کو سجائے۔ ایسے ہی ایک ماہنامہ ''سالار''.................... زیر سرپرستی حضرت قاری سیّد محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم.................... وزیر نگرانی حضرت مولانا مفتی مزمل صاحب مظفر نگری دامت برکاتہم العالیہ.................... ہر مہینہ آب وتاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے، ربِّ دوجہاں کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ ہم اپنے مقاصد میں بہت حد تک کامیاب ہیں، کتابوں کا ایک ذخیرہ بھی ہمارے پاس موجود ہے، اگر چہ اس وقت طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر کتابیں کم پڑ رہی ہیں۔

بہر حال: آپ کی یہاں آمد اور اپنی گوناگوں مشغولیات کو چھوڑ کر آنا اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ زبان اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی؛ آپ کے دیدار اور آپ کی زیارت پر جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

بس ہم خدائے ذوالجلال سے دعا گو ہیں کہ آپ کی عمر دراز فرمائے، آپ کی خدمت کے دائرے کو وسیع فرمائے اور ہمیں بار بار آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

''وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''

اظہارِ تشکر

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح سے بزمِ چراغاں کیے ہوئے
پھر جمع کر رہا ہوں جگر لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے

حضرات اساتذۂ کرام اور بہارِ علم وفن کے حسین آبشارو! یہ نور ونکہت اور علم و متانت کی باوقار ''بزم'' اپنی تمام تر نزاکتوں کے ساتھ رَواں دَواں ہے اور ہر گامِ کامیابی اس کا زیور بنتا جا رہا ہے، اللہ اس کو مشعلِ تبلیغ واشاعت بنائے۔ (آمین)

یہ ہر طرف جو گلہائے رنگارنگ، صدائے عنادل، بہارِ زیست اور سنجائے تکلم ونطق کی جوارش، زیبِ چشم وقلب بنی ہوئی ہے، اس دلربا ماحول پر جھالر ٹانکنے والے ہمارے بےلوث اساتذہ کرام، دُور دراز سے آنے والے مہمانانِ عظام اور وہ کامیاب ومخلص ہم درس ہیں، جنہوں نے اس محفل کو دوبالا کرنے میں اپنے تَن مَن دَھن کی بازی لگا دی؛ اور بزم کو عروج کے میدان میں فروکش کر دیا۔

آپ کی آمد پر دل کے تمام گوشے منور ہو گئے؛ ہر ایک کلی لہلہانے لگی؛ پژمردگی کافور ہو گئی، طوطیاں طَرَبْ انگیز ہو گئیں، پھول کھل اُٹھے اور نسرین ونسترن کے پُر فریب جھونکوں نے مطربانِ چمن سے مَس ہو ہو کر نغمہ سرائی کا رول ادا کر دیا۔

اِس چمن کا پتہ پتہ، امتنان وتشکر کے زاویوں میں منہمک ہے، قمریاں آپ کی اِس

وسعتِ ظرفی پر رطب اللّسان ہیں، ہر خورد وکلاں زبانِ قال وحال سے یہی کہتا ہے کہ ؎

مِرا باغ تُو نے سجادیا تِرا شکریہ تِرا شکریہ
یہ عجب سماں ہے عطا کیا تِرا شکریہ تِرا شکریہ
تِرے آنے سے یہ بہار ہے تِرے دم سے دل کا سنگھار ہے
ملی بزمِ دل کو عجب ضیا تِرا شکریہ تِرا شکریہ

ہم بارگاہِ یزدانی میں نہایت عجز وانکساری کے ساتھ دست بدعا ہیں کہ خالقِ کائنات تمام معاونین ومنتظمین کو حسبِ اخلاص اجرِ جزیل عطا فرمائے اور ایسے سنہرے مواقع بار بار موسمِ زیست کا زیور بنائے۔

”وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ“

○❖○

نظامت برائے افتتاحی انجمن

حامدًا و مصلّیًا أمّابعد!

پھر بادِ بہار آئی ہے اقبال غزل خواں ہو
غنچہ ہے اگر گل ہو، گل ہو تو گلستاں ہو
رفیق! آ ! کہ زمانے پہ مسکرا کے چلیں
بہار بن کے رہیں، ہم قدم صبا کے چلیں
جوانیوں کی نئی ڈالیوں پہ لہرائیں
محبتوں کے نئے کارواں بنا کے چلیں

حضرات! خطابت ایک ایسا فن ہے جو انسانیت کی سیرابی کا سرچشمہ ہے، پژمردہ قلوب کو خطابت سے بہارِ نو میسر ہوتی ہے، انسان زبان و بیان سے سحر انگیزی کا دلکش نظارہ پیش کر سکتا ہے۔

اس لیے جہاں مدارسِ اسلامیہ میں علومِ عقلیہ ونقلیہ سے نسلِ نو کو آراستہ وپیراستہ کیا جاتا ہے، جہاں ان کو معرفتِ خداوندی کے بیش بہا جامِ باہوشی نوش کرائے جاتے ہیں اور جہاں ان کو تہذیب وتمدن اور انسانیت کی غم خواری کا درسِ حیات عطا کیا جاتا ہے۔

وہیں ان کی اس خوابیدہ صلاحیت یعنی فنِ خطابت کو بھی اُجاگر کیا جاتا ہے، گزشتہ سال بھی ہمارا یہ کارواں رواں دواں رہا اور الحمد للہ منزلِ مقصود تک بحسن وخوبی پہنچا۔

پھر سے یہ نئی صبح رونما ہوئی ہے پھر بادِ بہاری پیغامِ بہار لیے پُر کیف جھونکوں سے

سماں میں رنگ پُرکشش بھر رہی ہے، دعا کریں کہ اللہ ہمارے اس قافلہ کو منزلِ مطلب تک بہ آسانی پہنچائے۔

سب سے پہلے آپ سے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ درخواست ہے کہ آپ سنجیدگی کا ماحول بنائیں ہمارا یہ پروگرام منزل تک اسی وقت پہنچ سکتا ہے جبکہ آپ کی ہمدوشی میسر آئے گی، اس لیے آخر تک ہمارا ساتھ دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

ہمارے اس مختصر سے افتتاحی پروگرام میں ان شاء اللہ آپ قرآنِ کریم کی دلکش تلاوت زمزمہ خیز نعتیں اور ایمان افروز تقاریر اپنے مابین ملاحظہ فرمائیں گے۔

قبل اس کے کہ ہم اس پروگرام کا باضابطہ آغاز کریں، امیر کارواں کا انتخاب کرلیں، تاکہ اس امیرِ کارواں کی سرکردگی میں کارواں منزلِ مقصود تک گامزن ہو سکے، تو اس کے انتخاب کے لیے میں دعوت دیتا ہوں جناب مولوی.......... درجہ...... کو تشریف لائیں اور انتخابِ صدر فرمائیں۔

انتخابِ صدارت کے بعد اس کی تائید کے لیے دعوت دیتا ہوں مولوی.......... درجہ.......... کو موصوف تشریف لائیں اور تائیدِ صدارت پیش فرمائیں۔

اب حضرت صدرِ محترم کی اجازت سے باضابطہ اس بزمِ سخن کا آغاز کیا جاتا ہے۔

حضرات! جیسا کہ آپ کو تاریخی روایات اور خود اپنے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ دنیا میں ہر مذہب کا ماننے والا اپنی محفل اور مجلس کا آغاز کرتے ہوئے اس بات کی پوری سعی اور کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے دھرم اور مذہب وملت کے اعتبار سے کسی ایسی چیز سے مجلس کا افتتاح اور آغاز کرے، جو اس کے نزدیک قابلِ احترام، لائقِ عظمت اور بابرکت ہو، لہٰذا ہم بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں چاہتے ہیں کہ ہماری اس مجلس کا آغاز کسی پُرعظمت وبابرکت چیز سے ہو اور ظاہر ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کے نزدیک قرآن پاک سے بڑھ کر کوئی چیز باعظمت وبابرکت نہیں، وہ

قرآن پاک جس کو سب امینوں کے امین اللہ رب العالمین نے جبرئیل امین کے ذریعہ رسول امین تک پہونچایا، ہماری خواہش ہے کہ اگر اس مجلس کے اندر بھی وہ باعظمت و بابرکت کلام کسی امین ہی کے ذریعہ آتا تو زیادہ بہتر تھا۔ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ ہماری انجمن ایسے افراد سے خالی نہیں ہے اور وہ اپنے اندر سراپا امین رکھتی ہے۔

آغاز ہو محفل کا قرآں کی تلاوت سے
مسرور دلِ مؤمن ہو قرآں کی حلاوت سے

ان الفاظ کے ساتھ میں دعوتِ تلاوت کلام پاک دے رہا ہوں اپنی انجمن کے ایک ہونہار فرد جناب..................صاحب کو محترم قاری..................تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام پاک سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

تبصرہ

یہ تھے جناب قاری..................صاحب جو ہمارے اور آپ کے سامنے تلاوتِ کلام پاک فرما رہے تھے، ہم اور آپ اس کے روحانی اثرات اپنے دلوں کے اندر محسوس کر رہے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ

سب کتابوں سے بھلا قرآن ہے
یہ ہمارا دین ہے ایمان ہے
ہے تلاوت اس کی، برکت کا سبب
سن کے جان و دل مرا قربان ہے
اس صحیفے کی صحیفوں میں عجب ہی شان ہے
اس کے اِک اِک لفظ میں عرفان ہی عرفان ہے
لائقِ تعظیم و حرمت اس لیے قرآن ہے
خالقِ ارض و سما کا آخری فرمان ہے

بجھ نہیں سکتا کسی آندھی سے قرآں کا چراغ
آندھیو! خود آزمالو سامنے میدان ہے

حضرات! تلاوتِ کلام اللہ کے بعد نمبر آتا ہے اس ذاتِ اقدس کا جس نے ساری انسانیت کو ہدایت کی سوغات عنایت کی، جس نے روئے زمین کو معرفتِ ربانی کا محور بنایا جس نے ڈوبتوں کو تیرایا اور عالمِ فانی کے بگڑے ہوئے معاشرہ کو سرمدی بہار عطا کی۔

انقلابِ دہر کا روحِ رواں وہ کون تھا
باعثِ تسکین ہستی کن فکاں وہ کون تھا
وہ کہ نازاں جس پہ تھا خود خالقِ عرشِ عظیم
ایسا کامل اس جہاں میں اے زماں وہ کون تھا
جس نے سُکَّانِ زمیں کو عشق کا پرچم دیا
نفرتوں کے دشت میں پھر وہ گلستاں کون تھا
جس نے کلیوں کو عطا کی آب و تابِ زندگی
بجلیوں کی زد پہ تھا جو باغباں وہ کون تھا
پتھروں کے زخم کھا کر بھی دعائیں جس نے دی
ایسا پھر شیریں سخن شیریں زبان وہ کون تھا

تو لیجیے! اُسی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے لیے دعوتِ سخن دیتا ہوں، اسی مدرسہ کے ایک ہونہار طالبِ علم .... کو اس شعر کے ساتھ کہ

ہر لفظ وضو کرلیتا ہے ہر شعر تلاوت کرتا ہے
پڑھتا ہے کوئی جب نعتِ نبی سمجھو کہ عبادت کرتا ہے

مولوی محمد .... ڈائز پر

دعوت برائے خطابت

اب اصل مقصد پیش کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ہمارا یہ پروگرام زبان و بیان کے جوہر پیش کرنے کی غرض سے منعقد ہوا ہے؛ اس لیے آپ حضرات سے ایک مرتبہ پھر میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ سنجیدگی اور سکون کا ماحول قائم رکھیں اور اخیر تک ہمارا ساتھ دیں، ان شاء اللہ ہمارے اس پروگرام میں مختلف موضوعات پر تقریریں ہوں گی۔

سب سے پہلے میں دعوتِ سخن دیتا ہوں اِسی مدرسہ کے ایک طالبِ علم مولوی......کو ان اشعار کے ساتھ کہ ؎

ہویدا آج اپنے زخم پنہا کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا
جلانا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوز پنہا سے
تیری تاریک راتوں کو چراغاں کر کے چھوڑوں گا
مجھے اے ہم نشیں رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا
دکھادوں گا جہاں کو جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورتِ آئینہ میں حیراں کر کے چھوڑوں گا

دعوت برائے خطابت (دیگر)

پھر سے گلستانِ خطابت کو بسط وطرب کے گلہائے سرمدی کا تحفۂ نایاب عطا کرنے کے لیے ایک ایسے خطیبِ وقت کو دعوتِ اسٹیج دے رہا ہوں، جن کی گفتار کی بلندی آسمانوں پر سیر کرتی ہے، جو بزمِ سخن میں ہلچل بپا کرنے کا ہنر زمانہ سابقہ سے بحسن وخوبی جانتے ہیں، جس کی نوکِ لسان میں سحبان کی بلاغت اور علاّمہ حریری کی فصاحت ٹھاٹھے مارتی دکھائی دیتی ہے۔

اس سے میری مراد جناب مولوی .... متعلم جامعہ .... موصوف کو ان اشعار کے ساتھ زحمتِ سخن دیتا ہوں کہ۔

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو، زباں تُو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل! کہ مغلوبِ گماں تو ہے
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تُو ہے
مکاں فانی مکیں آنی ازل تیرا ابد تیرا
خدا کا آخر پیغام ہے تُو، جاوداں تو ہے
حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تیری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے
تیری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگی کی
جہاں کے جوہر مضمر کا گویا امتحاں تُو ہے
جہانِ آب و گل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تُو ہے
یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تُو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

مولوی محمد .... ڈائز پر۔

دعوت برائے نعت

حضرات! چمن وہی اچھا لگتا ہے جس میں مختلف انواع واقسام کے پھول ہوں، یہ

بزمِ سخن ایک چمن پُر بہار کا آئی ڈی ایل (IDL) ہے؛ اس لیے اس میں گونہ گوں پھول پیش کیے جانے چاہئیں، تو ایک دوسری کڑی دوسرے ڈھنگ سے پیش کی جاتی ہے یعنی نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ پھر سے وا کیا جاتا ہے۔

خاکِ یثرب از دو عالم خوش تر است
آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است
ہمنشیں کچھ کر دیارِ ساقیِ کوثر کی بات
دل کو بھاتی نہیں دنیائے شور و شر کی بات

مولوی محمد..................

پھر بادِ بہار آئی ہے اقبال غزل خواں ہو
غنچہ ہے اگر گل ہو گل ہو تو گلستاں ہو

دعوت برائے خطابت

پھر سے مضمارِ خطابت اور میدانِ زبان و بیان میں ہم محوِ سیر ہوتے ہیں اور ایک ایسے خطیبِ عدیم المثال کو دعوتِ اسٹیج دیتے ہیں، جو اپنی سخن سنجی کے بل بوتے پر ہزاروں دلوں کے اوپر بے تاج کے حکومت کرتا ہے اور جب وہ بابہائے لسانیت کو کھولتا ہے تو عنادل کے کُوکنے، کوئل کے چہچہانے اور طوطیوں کے نغمہ سرا ہونے کے مترادف زینتِ گلستانِ سخن کہلاتا ہے، اس سے میری مراد ہے جناب مولوی..................

دعوت برائے خطبہ استقبالیہ

اس کے بعد خطبۂ استقبالیہ پیش کرنے کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔

مولوی محمد..................

حضرات! پھر سے وہی عالمِ آہ و ہو قائم کیا جاتا ہے اور ایسے فصیح اللسان انسان کو

رونقِ اسٹیج کیا جاتا ہے جو دلوں کو موہ لینے کا سلیقہ زمانۂ سابقہ سے بحسن وخوبی جانتے ہیں، اس سے میری مراد............

دعوتِ ترانہ

حضرات ہماری بزم کا مقصد زبان و بیان کی آراستگی زیورِ نطق کی حلّہ پوشی اور فصاحت وبلاغت کی تخم کاری ہے۔

تو لیجئے اس بات کے اوپر اشعار کے قالب میں روشنی ڈالنے کے لیے درخواست کرتا ہوں جامعہ کے ایک عربی دوم کے طالبِ علم.................. سے کہ وہ تشریف لائیں اور انجمن کا ترانہ پیش فرمائیں۔



نظامت برائے افتتاحی پروگرام انجمن طلبۂ مدارس

حَمْداً لِمُبْدِعٍ انْطَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ
أَمَّا بَعْدُ!

اس نطق کی بزم دلکش میں لاتے ہیں طَرَبْ کے جام وسبو
ہر سمت لسانی مستوں پر آتے ہیں ادب کے جام وسبو
ایران کے دلکش نغموں کو لے، دیں گے حجازی بربط کی
لائیں گے عجم کے صحرا میں اب یارِ عرب کے جام وسبو
یکجہتی کی صہبا بانٹیں گے رحمت کے دہانے کچھ لیں گے
نفرت کی حویلی توڑیں گے گم ہوں گے نسب کے جام وسبو
پیغام دیار یثرب کے ہم بن کے مجسم عالم میں
دیدیں گے ہزاروں مستوں کو اب علم وادب کے جام وسبو

صدرِ محفل، ود بستانِ علمیہ کے خوشہ چینو! حکمت ودانائی کے سمندر میں محو سیر ہونے والو، حضرات اساتذۂ کرام اور مہمانانِ باوقار!

خدائے لم یزل، خالق وصانعِ عالمین کا ہم پر بہت بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے ہم کو علم ودانش کے خوش کناں سر چشمۂ مصدر حکمت ودانائی اور مرکزِ علم ولیاقت جامعہ

............میں صہبائے علومِ عالیہ وآلیہ کو زینتِ کام ودھن بنانے کا زریں سماں عطا کیا اور میخانۂ یثربی کے مبارک پیر مغاں اور دیدہ ور ساقیوں کی صداقت وشرافت والی پُر کشش نظروں سے باہوشی کی شرابِ دلچسپ وطرَب انگیز نوش کرنے کی رُت ہموار کی۔

حضرات! صفحاتِ عالم کی ایک ایک سطر اس حقیقت سے معمور ہے کہ ازل سے علم و عرفان کو تمام خوبیوں اور خصلتوں پر برتری اور تفوق رہا ہے؛ چنانچہ سیّدنا ابوالبشر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جب اللہ نے عالمِ فانی کا خلیفہ اور جانشین مقرر کرنے کا حکیمانہ فیصلہ فرما کر فرشتوں کی مجلس مشاورت منعقد کی تو بیک زبان فرشتوں نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا: ﴿اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ﴾ خداوندا! وہ انسان جو فسادات کی وادیوں کو سجانے والا ہوگا، خون خرابے سے عالم کی بوقلمونی کو داغدار اور افسوس ناک بنائے گا، کیا وہ خلافتِ ربانی کے بارگراں کی استعداد وصلاحیت اور لیاقت وسکت سے منسلک ہوسکتا ہے، فرشتوں کی اصوات وآراء جب اس شان سے گشت کرنے لگی تو اللہ نے آدم کو مبعوث فرما کر امتحان کے لیے پیش کیا اور فرشتوں سے کچھ معلوماتی سوالات کا سلسلہ شروع فرمایا، فرشتے پکار اُٹھے: ﴿سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا﴾ مگر آدم علیہ السلام کے سامنے ان سوالات کی لڑی کو کھولا گیا تو جوابات کے تمام موتیوں کو چن کر ایک لڑی میں منظم ومحکم نظام سے ٹانک دیا اور جوابات کی پازیب کو زِیورِ بزم گردانا، جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم کی عظمت وقدر اور تبجیل وتوقیر کا بیڑا اُٹھانے کا امر فرمایا اور ازل سے سرخروئی وکامرانی کی شہنشاہیت، شرفیت اور سربلندی کا مظہر ہونا صناعِ ازل نے اپنی حکمتِ بالغہ سے بنی نوعِ انسان کے مقدر میں موجزن فرمادیا اور اہلِ جہاں کو صاف صاف بتلادیا کہ

تو فدا ہو علم پر اور عقل پر
علم ہے بازوئے جاں اور عقل، پر

علم سے اور عقل سے انساں ہے تو
ورنہ ننگ گلۂ حیواں ہے تو

چنانچہ اس باعثِ تکریم اور وجہِ تعظیم کو حضرتِ انسان نے بخوبی اپنی زندگی کا زیور گردانا اور صبحِ تخلیق سے آج تک اس نعمت ربی کے پیالوں کو اپنے تشناں لبوں سے جدا نہ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء و رسل جو کائنات میں سب سے زیادہ مکرم و محترم ہیں وہ علم و حکمت کے ہمالے اور علم و دانائی کے شہِ دانے رہے ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ اسی زریں صنف سے ہم آہنگ کرنے کے لیے وجود میں آتے ہیں اور یہ اس مقصد میں بھرپور کامیاب ہیں، الحمدللہ ہم اپنی اسی علمی پیاس کو بجھانے کے لیے جامعہ.......... میں جمع ہوئے ہیں، جہاں بہترین تعلیم و تربیت کے ساتھ زبان و بیان کے اسرار و رموز سے بھی واقف کرایا جاتا ہے۔

گزشتہ سال بھی یہ کاروانِ لسان و خطابت، شباب کی فضاؤں سے مس ہوتا رہا اور کامیابی و فوزیت کا سہرا اس کے مبارک ہُما، سے سر پر لہراتا رہا۔

پھر سے اللہ نے جامعہ کے علمی سفر میں ہمیں شریک ہونے کا موقع عنایت فرمایا اور اسی کے ساتھ اللہ نے یہ لسانی بزم کا افتتاحی پروگرام بھی دیدہ زیب بنایا اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو مقبول بنائے۔

اس لسانی و روحانی بارونق پروگرام میں آنے والے تمام ذمہ داران اساتذۂ کرام اور مہمانانِ عظام کا میں تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ قدم رنجانی فرما کر ہماری بزم کو زینت و عظمت مرحمت فرمائی اور حقیر سی دعوت کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔

مری بزم تم سے سجی ہے یہ تمہیں سے آئی بہار ہے
گل و گلبن، کلی نسترن یہ سراپا تم پہ نثار ہیں

آپ کی تشریف آوری پر اس چمن کا بوٹہ بوٹہ آپ کے استقبال کا پرتو بن چکا ہے،

اشجار واحجار استقبال کرتے ہیں، یہاں کے گلی کوچے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں، یہاں کے صحرا اور تالاب وندی آپ کے استقبال کے لیے بے تاب ہیں اللہ آپ لوگوں کے مبارک ومسعود سائے کو ہماری زندگی کی زینت بنائے۔

اب باضابطہ پروگرام شروع کرتے ہیں، سب سے پہلے امیر کارواں کا انتخاب کرنے کے لیے میں درخواست کرتا ہوں جامعہ.......... کے ایک ہونہار سپوت جناب مولوی.......... سے، تشریف لائیں اور انتخابِ صدر فرمائیں..................

دعوت برائے تائید

تائید کے لیے درخواست کرتا ہوں جناب.............. سے، تشریف لائیں اور تائیدِ صدارت فرمائیں۔

دعوت برائے تلاوتِ قرآن

حضرات گرامیٔ قدر! ہم ہر پہلو کے اعتبار سے ہلاکت پر تھے، دنیا ہمیں بے وقعت قرار دیتی تھی، آخرت ہماری بربادی کے کھنڈروں میں بھٹک رہی تھی، معاشرہ ہمارا عریانیت، ڈاکہ، نشہ، دروغ، فریب کاری اور دسیسہ کاری کا شکار ہو چکا تھا۔ آسمان کی طرف مظلوم منہ اُٹھا کر کائنات کے بنانے والے کے دربار میں ظلم وعدوان کی شکایت کر رہے تھے، انسانیت کے ڈیرے میں شیطانیت اور حیوانیت خیمہ زن ہو چکی تھی اور یہ آسمان وزمین کا وجود باوجود اپنے قالب کو اُجڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ غارِ حرا میں ایک درسِ حیات آفریں کا ظہور ہوتا ہے۔

جو سوچنے کے پہلوؤں کو بدل دیتا ہے، آبِ حیات کو مرقع نور کی ایک تصویر کر دیتا ہے، انصاف وعدل کی بادِ بہاری گلستانِ حیات میں رواں دواں کر دیتا ہے، نفرت کی آندھیوں کا منہ توڑ کر اُخوّت وعنایت کی کھیپ تیار کرتا ہے اور پوری دنیا کو علوم وفنون، فکر

وتدبر، فہم ودانش، نظر وتفکر، معرفت وطریقت، رشد ورہنمائی اور سوغاتِ رحمت تقسیم کردیتا ہے، اسی کتابِ مقدس سے آغاز بزم کرنے کے لیے میں ایسے قاریٔ قرآن کو دعوتِ اسٹیج دیتا ہوں جو اپنے لب ولہجہ کے بل بوتے پر لحنِ داؤدی کی غمازی اور قالون کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔

ان کی جادو بھری آواز سے محفل پر نورانی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، ان کلمات سے میری مراد جناب قاری................ ہیں، تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

ملے نورانیت ہم کو کلام اللہ کے دم سے
گزرتا ہو کوئی جیسے مسافر راہِ ہمدم سے
تلاوت سے دلوں کی کیفیت نورانی ہوتی ہے
دلوں پر اس سے قاری کی سدا سلطانی ہوتی ہے
یہ وہ پیغامِ مولیٰ ہے سکوں ہے جس کی زیبائی
کلام اللہ سے ملتی ہے اِک عالم کو رعنائی

دعوت برائے نعت

جس ذات گرامی نے ہم کو توحید کی سوغات عطا کی اور آگ کے کنارے سے ہٹا کر جنت کا مستحق بنادیا اس کی شان کو اشعار کے پیرایہ میں بیان کرنے کے لیے درخواست کرتا ہوں جناب................ سے، تشریف لائیں اور نعتِ نبی پیش فرمائیں۔

برائے تقریر

سامعین کرام! ہمارا اصل مقصد خطابت کی شاہراہوں پر گامزن ہونا ہے؛ اس لیے میں سب سے پہلے اس میدان میں ایک ایسے خطیب کو بلاتا ہوں جو اس بزمِ علم وادب میں نمایاں

پہچان رکھتا ہے، اندازِ تکلم اور زباں کی شیرینی سے بہت سے دلوں کو موہ لے چکا ہے۔

میری مراد جناب مولوی .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور خطابت کی زرخیز فصلوں کی آبیاری فرمائیں۔

برائے تقریر ثانی

فضا مست ہے، ہر سمت رحمت و نور کے جھرنوں سے آبشار کا ماحول بپا ہے؛ کیوں نہ ایسے میں ایک اور خطیب کو زینتِ اسٹیج بنایا جائے جو محفل کو دوبالا کر ڈالے اور علم و حکمت کی برسات کا منظر اپنے گرانقدر علم کے خزاسے عنایت فرمائے۔

میری مراد جناب .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور اپنے مواعظ سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔

دعوت برائے اشعار

اس چمن کی رنگت میں نکہت کی آمیزش کے لیے بندہ شاعر انقلاب جناب .... درخواست کناں ہے کہ موصوف تشریف لائیں اور مناسب اشعار کا ذخیرہ پیش فرمائیں۔

دعوت برائے خطبۂ استقبالیہ

حاضرینِ محترم! آپ لوگوں کی یہاں آمد قابلِ مبارکباد ہے؛ اس لیے کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ عموماً شکر خداوندی سے بھی یکسو ہوتا ہے۔

اس لیے خطبۂ استقبال پیش کرنے کے لیے احقر درخواست کرتا ہے جناب .... سے، تشریف لائیں۔

آخری اور کلیدی خطاب کا وقت اب آچکا ہے، وہ خطیب اور وہ مقرر جلوہ تاب ہوا چاہتا ہے جو علم و حکمت کا ایک سیلاب ہے اور علم کے سوتے جس کی زندگی کا جزء لاینفک ہے۔

میری مراد جناب .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور اس مجلس کی تکمیل فرمائیں۔

باسمہٖ تعالیٰ

نظامت برائے ہفتہ واری پروگرام

دعوتِ تلاوت

حامداً و مصلیًا أمّابعد!

پھر رنگِ بہار دیکھتے ہیں پھر موسمِ گل کو پاتے ہیں
پھر نغمۂ وحدت چھیڑتے ہیں پھر سازِ معانی لاتے ہیں
پھر بلبلِ یثرب بن کر ہم عالم کی خزاں سے ٹکرائیں
بربط پہ حجازی لہجے میں پھر نغمۂ رحمت گاتے ہیں

حضراتِ گرامی! یہ تسلسل اور تواتر سے ہمارا لسانی پروگرام زبان و بیان میں چاشنی اور شیرینی پیدا کرنے کے لیے الحمدللہ مسلسل اور باضابطہ جاری ہے اور شباب کے کاشانوں میں فروکش ہوا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اِس کو دوام اور رعنائی عطا فرمائے۔(آمین)

اِس ہفتہ بھی الحمدللہ احبابِ سخن جمع ہیں، اِس لیے پھر سے وہی ہمہ رنگی کا ماحول قائم کرنے کے لیے اس بزم کا آغاز اُس کتابِ مقدس سے کرتے ہیں جس کے انقلابات سے زندگی میں راحتِ اَبدی منضم ہوگئی اور ضلالتوں کی وادیاں جس کے ذریعہ ارتعاش افزا ہوگئیں۔

اس کے لیے میں درخواست کرتا ہوں ایک ایسے قاریِ قرآن سے جو تلاوت کے جملہ اُصولوں سے صرف واقف ہی نہیں؛ بلکہ مہارتِ تامّہ کا خُوگر ہے، میری مراد جناب قاری .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

کتاب اللہ سے آغاز کر ساقی تُو محفل کا
اسی کے دم سے پاتا ہے تسلی قلب بسمل کا
سنا غارِحرا کی لے، حجاز پاک کے نغمے
نوا پیرا ہو اے بلبل سنا تحفہ ہر اِک دل کا

تبصرہ

یہ تھے جناب قاری.................... جو ہمارے اور آپ کے سامنے تلاوتِ کلام پاک فرما رہے تھے، ہم اور آپ اس کے روحانی فیض سے بہرہ ور ہو رہے تھے اور بار بار یہ شعر زبان پر آ رہا تھا۔

کتنا پیارا رب کا یہ قرآن ہے
یہ خدا کا آخری فرمان ہے
اس میں پنہاں ہے فلاحِ دو جہاں
ہر جگہ اس کا بڑا فیضان ہے

دعوت برائے نعت

تلاوتِ کلام اللہ کے بعد اُس ذاتِ گرامی کی خدمتِ عالیہ میں عشق و محبت کے پھول نچھاور کرتے ہیں، جس نے گم گشتہ راہِ انسانیت کو منارۂ ہدایت و رحمت عطا کیا اور دم توڑتی ہوئی انسانیت کو حیاتِ نَو عطا فرمائی؛ اس لیے ایک ایسے شاعر سے درخواست کرتے ہیں جو زبان کی شیرینی سے ایک صیّاد کا رول ادا کرتے ہیں۔ اِس سے میری مراد جناب .... ہیں، موصوف سے درخواست ہے کہ تشریف لائیں اور بارگاہِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش فرمائیں۔

زباں سے نامِ احمد کا تکلم ساقیا کردے
صراحی سے محبت کی ہزاروں جام تُو بھردے
اُجالا جس کے دم سے ہے زمانے میں ہر اِک لمحہ
اُسی کی شان میں اشعار کا کر پیش تُو تحفہ

موصوف تشریف لائیں۔

تبصرہ

یہ تھے شاعرِ انقلاب جناب.................... جو بڑے دلفریب لب ولہجہ سے محفل کی نزاکتوں میں بہارِ جاوِدانی گھول رہے تھے اور کوچۂ حبیب داور کی منظرکشی نے رحمتوں کے جھرنوں کو سروں پر تان رکھا تھا، میری زبان پر بار بار یہ کلمات اُبھر رہے تھے۔

اِک گل نوخیز اُٹھا اور معطر کرگیا
سینکڑوں لوگوں کے سینے وہ مسخر کرگیا
صاف گو شیریں سخن اور طرز شاعر دلربا
وہ شبستانوں میں کُوکا اور منوّر کرگیا

دعوتِ خطابت

حضراتِ گرامی ہمارا اصلی مقصود خطابت ہے؛ کیونکہ خطابت وہ گلِ خوش کن ہے جس کی نکہت سے ناگفتہ بہ موسم کو بہارِ سرمدی حاصل ہوجاتی ہے اور جس کے بل بوتے پرتنِ نیم مردہ میں حساسیت واحساسیت اور کردار سازی کے جوہر آبدار ہویدا ہوتے ہیں۔

خطابت سوز وساز زندگی کی شان وعظمت ہے
خطابت منبر ومحراب کی پُرکیف ثروت ہے

خطابت سے گلستانِ زباں پر پھول کھلتے ہیں
خطابت سے محبت کے نئے اُسلوب ملتے ہیں
خطابت گوہرِ محفل، خطابت نقش وحدت ہے
خطابت اہلِ عرفاں کے دلوں کی پیاری نعمت ہے
خطابت سے ملا کرتی ہے راہِ زندگی ہم دم
خطابت کے تصدّق ہر جگہ ہے دلکشی ہمدم
غرض اِس سازِ رحمت پر زمانہ ناز کرتا ہے
اِسی کے دم سے عرفاں کی، زماں پرواز کرتا ہے

اِس لیے خطابت کی روح پرور مجلس کے آغاز کے لیے ایک ایسے نامور خطیب کو دعوتِ سخن دیتا ہوں جو زبان کے جادو سے دلوں کو اسیر کرنے کا ملکۂ تامّہ اپنے سینے کی دولت بنائے ہوئے ہیں۔ میری مراد جناب .... ہیں، درخواست کرتا ہوں کہ موصوف تشریف لائیں اور اپنے خطاب نفع خیز سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔

آجاؤ سرِ محفل ہم دیدار کے شیدا ہیں
ہم راہِ خطابت کے رہوار کے شیدا ہیں
غفلت کی رِداؤں کو طوفانِ بلاغت سے
کھو ڈالو، تمہاری ہم یلغار کے شیدا ہیں

تبصرہ

ابھی ابھی آپ سیلابِ سخن اور جیحونِ خطابت کی لگاتار اُٹھنے والی موجوں کا مشاہدہ فرما رہے تھے، جب وہ گرجتے اور لب و لہجے کو جنبش دیتے تھے، تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی انقلابِ عظیم بپا ہو گیا ہو، اللہ اس ہونہار علم و حکمت کے خوشہ چیں کی حفاظت فرمائے اور نظرِ بد سے محفوظ رکھے۔

خدایا علم و حکمت کے جواہر دیدے واعظ کو
صداقت اور حقیقت کے مظاہر دیدے واعظ کو

تقریر ثانی

خطابت کی بزم آرائی کچھ اِس طرح ہوئی کہ دیدار ہو بھی گیا؛ مگر فراق نے تشنگی کو دوبالا کر دیا؛ اس لیے پھر سے کسی ایسے سرچشمہ پر جاتے ہیں جہاں اس کا درماں تسلی بخش موجود ہے۔ میری مراد جناب .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور پیش آمدہ میدان کے مردِ مجاہد ثابت ہوں اس شعر کے ساتھ ۔

ترے انداز کا عاشق ہے میخانہ کا میخانہ
محبت سے بلاتا ہوں محبت سے چلے آنا

دعوت برائے نظم برحالاتِ حاضرہ

حضرات محترم ابھی ابھی آپ ہمارے ایک باصلاحیت ساتھی سے پُر مغز اور ولولہ خیز خطاب سماعت فرمارہے تھے، آپ کی چاشنی کے انقلاب کے لیے میں ایک شاعر کو روبروئے بزم لانا چاہتا ہوں، جو قوم کی حقیقی ترجمانی کا حق ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور امراضِ عالم کو شعر کے سانچے میں ڈھال کر اس کے زود اثر معالجہ کو قوافی کے قالب میں پیش کر کے داد و تحسین کا مرکز بن جاتا ہے اور وہ قندیلیں، اشارات و تعریفات کے قالب میں روشن کرتا ہے، جن سے بے رہروی کافور ہو جاتی ہے، میری مراد جناب .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور حالاتِ حاضرہ کا جائزہ اشعار کی دنیا میں پیش فرمائیں ۔

اشعار کی دنیا دلکش ہے انداز میں اس کے ندرت ہے
الہام کا مورد بن جائیں پُر کیف یہ شانِ حکمت ہے

اشعار تو توپ و خنجر سے میداں میں نمایاں لگتے ہیں
مضمون موثر ہوتے ہیں یہ ہی تو صدائے فطرت ہے

دعوت برائے مکالمہ

جتنے پیغمبر و رسل دنیا کے اندر مبعوث ہوئے ہر ایک قوم کی زبان میں وعظ و تبلیغ کے فریضہ کو انجام دینے والا رہا ہے۔

مکالمہ بھی قوم کی زبان ہی میں ہوتا ہے، قوم کے محاورات اور احوال کو مکالمہ میں پیش کیا جاتا ہے؛ اس لیے یہ زیادہ موثر ہوتا ہے تو اپنی بزم میں اس اثر انگیز فن کو پیش کرنے کے لیے بزم کے تین افراد ....، .... اور .... کو دعوتِ اسٹیج دیتے ہیں، تشریف لائیں اور تڑپتی ہوئی نبض پر مکالمہ پیش فرمائیں۔

ترجماں بن کر کرو تم ترجمانی قوم کی
تم ہو وارث تم پہ ہے یہ نگہبانی قوم کی
آؤ دلکش طرز پر مسئلے کا حل کرڈالو پیش
تاکہ دنیا میں کرو تم پاسبانی قوم کی



نظامت برائے ہفتہ واری پروگرام

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا. أَمَّا بَعْدُ!

پُرکیف یہ موسم ہے ہر پھول ہے مہکارا
بارش ہے خطابت کی دلکش ہے یہ نظارا

حضراتِ گرامی! الحمدللہ آغازِ سال سے آج تک ہمارا یہ خطابتی پروگرام، بڑے تزک واحتشام کے ساتھ جاری ہے، آج کا یہ پروگرام، اسی کی ایک کڑی ہے؛ اس لیے ہم سنجیدگی کے ساتھ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ تشریف رکھیں اور اپنے پروگرام کو کامیاب بنانے میں ہمارا ساتھ دیں۔

مشقِ سخن کا یہ میدان، ہمیں فصاحت و بلاغت کے سدابہار باغ میں فروکش کردیگا؛ کیونکہ کوئی بھی فن بغیر محنت اور مجاہدے کے حاصل نہیں ہوتا؛ اس لیے اس میدان میں خوب محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ اس بزم کو ترقی عطا فرمائے۔ آمین

دعوت برائے تلاوتِ کلام اللہ

سب سے پہلا مرحلہ تلاوتِ کلام اللہ کا ہے؛ کیونکہ ہمارے ہر اصلاحی، سیاسی، دینی اور معاشرتی پروگرام میں قرآنِ کریم کی تلاوت سے زیب و زینت حاصل کی جاتی ہے؛ اس لیے کہ یہ سب سے بڑا اور معزز تحفہ ہے، جو اہلِ زمین پر رب کی طرف سے عطا کیا گیا اور ہر مخلوق اس کی عظمت کی اعتراف کناں ہے؛ لہٰذا میں تلاوت کے لیے درخواست کرتا ہوں جناب قاری .... سے تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

تلاوت کے بعد

پُر کیف تلاوت فرمائی ہر دل میں محبت پیدا ہوئی
انداز اَچھوتا آپ کا تھا ہر سمت عنایت پیدا ہوئی
نورانی فضا البیلی بہار پُرلطف سماں پھر بننے لگا
صدقہ میں کلامِ ربی کے ہر سمت ہدایت پیدا ہوئی

برائے نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تلاوت کے بعد پڑھا جانا متوارث ہے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کائنات پر سب سے زیادہ اور بڑے احسانات ہیں؛ اس لیے نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گنگنانے کے لیے درخواست کرتا ہوں جناب .... سے، تشریف لائیں اور نعتِ نبی پیش فرمائیں۔

سناؤ نعتِ نبویؐ تم عجب الحان رکھتے ہو
زماں کے شاعروں میں تم اَنوکھی شان رکھتے ہو
تمھیں عشاق کے زُمرے میں شامل کردیا رب نے
تم اپنے طرز کے دم سے عجب پہچان رکھتے ہو

دعوت برائے تقریر

اب اصل مقصد کی طرف چلتے ہوئے خطابت کے لیے درخواست کرتا ہوں جناب .... سے، تشریف لائیں اور خطابت کی گلفشانی سے بزم کو آراستہ فرمائیں؛ کیونکہ خطابت دلوں کی صقالہ اور بزمِ ہستی کا اُجالا ہے۔

خطابت، گلفشانی کے جواہر خوب بخشے ہے
یہ، روحِ انقلابی کے مظاہر خوب بخشے ہے

صلیبی قوتوں کو یہ نزاکت سے مٹا ڈالے
یہ جذبوں کی شرافت کے مناظر خوب بخشے ہے
موصوف ڈائز پر تشریف لائیں۔

برائے خطابت

اسی سلسلۂ زبان وادب کو فروغ دینے کے لیے پھر سے ایک کہنہ مشق، ہم درس اور عزیز ساتھی کو دعوتِ اسٹیج دیتا ہوں۔ میری مراد جناب .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور خطابت کے رُموز سے محفل کو معمور فرمائیں۔

دعوت برائے نظم حالاتِ حاضرہ

شاعر کو اللہ نے مافی الضمیر کو مختصر الفاظ میں زبردست روش پر پیش کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے؛ اس لیے حالاتِ حاضرہ پر نظم پیش کرنے کے لیے میں دعوتِ سخن دیتا ہوں، مولوی...................... کو تشریف لائیں اور حالات کی عکاسی فرمائیں۔



باسمہ تعالیٰ

برائے نظامت جلسۂ عوام

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا أَمَّا بَعْدُ!

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ

اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تُو فدا ہو علم پر اور عقل پر
علم ہے بازوئے جاں اور عقل، پر
علم سے اور عقل سے انساں ہے تُو
ورنہ ننگِ گلۂ حیواں ہے تُو

حضرات یہ ہمارے جامعہ.......................کا سالانہ جلسہ ہے، جو قرآن وسنت کی نسبت سے قائم ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مدرسہ کی برکت سے علمِ دین کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا، یہ نہایت ہماری سرخروئی کی دلیل ہے۔ علمِ دین سے لگاؤ اور تعلق اسی شخص کو ہوتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں؛ اس لیے تمام ترین اعمال میں ایمان کے بعد سب سے اہم عبادت اور اہم مشغلہ علمِ دین حاصل کرنا ہے؛ اس لیے ہمیں ان مواقع کی برکت سے علمِ دین کی قدر کرنی چاہیئے، یہ بڑی اہم دولت ہے، جو اس کی قدر کرتا ہے وہ دونوں عالم میں نمایاں رہتا ہے، صفحاتِ عالم اس بات پر شاہد ہیں کہ جن لوگوں نے علمِ دین کی قدر کی اور اس کو گلے سے لگایا اللہ نے ان کو وہ

مقامِ بلند اور منصبِ خاص دیا کہ ساری دنیا ان کے گُن گاتی ہوئی نظر آتی ہے؛ چنانچہ اُٹھایئے تاریخِ عالم اور مطالعہ کیجئے اوراقِ اَیّام کا یہ آپ کو بتائیں گے کہ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بیش بہا دولت عطا فرمائی اور انہوں نے اس کی قدر فرمائی تو سرمدی سعادت پانے والوں میں اللہ نے ان کو شامل فرمالیا۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور ہزارہا انبیاء ورسول نے اس عطائے خداوندی اور بہائے ایزدی یعنی علمِ دین کی قدر کی، تو اللہ نے ان کو ساری کائنات کا امام اور پیشوا بنادیا، ہمیشگی کی کامیابی کا مرکز بنادیا؛ مگر جو لوگ اس علمِ دین کی ناقدری کرتے ہیں، اللہ ان کو ذلیل و خوار کردیتے ہیں اور ان سے اس دولت کو چھین لیتے ہیں؛

چنانچہ یہود، جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنا نوازا تھا کہ جس کے نشہ میں آکر یہ کہتے تھے "نَحۡنُ اَبۡنَآءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاءُهٗ"، منّ وسلوا کی دولت اللہ نے ان کو عطا کی، ان کے دشمن فرعون کو قلزم کے اندر ان کی آنکھوں کے سامنے غرق کیا، قومِ جبارین کو بے اسباب و آلات کے زیر کیا، توراۃ عطا کی، ہزارہا معجزات کی برسات کا سلسلہ پیہم جاری فرمایا؛ مگر علم کے ٹھیکیدار بن کر حق کو ناحق اور ناحق کو حق بنایا، توراۃ میں تحریف کی، ثمنِ قلیل سے احکامِ الٰہی کو فروخت کرنا شروع کیا، تو اللہ نے ذلت و رسوائی کو قیامت کی صبح تک ان کے لیے لازم کردیا اور علم کی دولت چھین کر اسماعیلیوں میں منتقل فرمادی۔

غارِ حرا میں اُمّی لقبی کو علم وحکمت کے وہ سرچشمے عطا کیے، جن سے پوری دنیا عاجز اور قاصر تھی، آپ نے صفا کی چوٹی پر چڑھ کر لوگوں کو للکارا کہ اے لوگو! "قُوۡلُوۡا لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفۡلِحُوۡا" وحدانیت کا اقرار کرلو، علومِ قرآن وحدیث کو اپنے سینوں کی زینت بنالو، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، اس پیغام کو لے کر کبھی آپ کعبہ کے اندر جاتے، کبھی دارِارقم میں مستانوں کا ہجوم ہوتا کبھی شہر طائف میں اس پیغام کو لے کر جاتے، کبھی بازارِ عکاظ میں اس کی صدا لگاتے، تیرہ برس تک برابر اِس پیغام کو بطحیٰ کی سنگلاخ وادیوں میں پھیلاتے رہے؛

مگر کور چشموں نے اس علم کی دولت کی قدر نہ کی، تو اللہ نے اہلِ مکہ سے اس دولت کو چھین لیا اور علم کے مصدر عظیم، پیغمبر ہدایت کو ایسے لوگوں کی طرف منتقل کردیا، جنہوں نے آپ کی اور آپ کے علم وحکمت کی قدر ومنزلت کو پہچانا اور آپ کے پسینے کی جگہ خون بہا کر فدائیت کا ثبوت آشکارا کیا، یہاں تک کہ پورے عالم کے لیے مدینہ منورہ مشعلِ ہدایت اور سوغاتِ رحمت بن گیا۔ آپ کے دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد حضرت عثمانؓ کے آخری دَور میں لوگوں نے علم اور اہلِ علم خصوصاً حضرت عثمانؓ کے ساتھ ناروا اور اندوہناک سلوک کیا اور عثمان غنیؓ کو مظلومیت کے عالم میں شہید کردیا، تو مدینہ سے علم رخصت ہوکر حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ میں منتقل ہوگیا اور کوفہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ چراغِ فقہ وفتاویٰ پیدا کیے جن کی روشنی قیامت تک ہر گم کردہ راہ کے لیے کافی وشافی ہے۔

پھر کوفہ نے علمِ دین اور اس کے حامیوں کے ساتھ بے اعتنائی کا معاملہ کیا اور پے در پے غدّاریاں ان کا نصب العین بن گیا، حضرات حسنینؓ وغیرہم کے ساتھ نہایت احمقانہ اور جارحانہ ماحول بپا کیا، تو اللہ نے کوفہ سے بھی اس دولت کو چھین لیا اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ یہ دولت دمشق کی جانب کُوچ کرگئی پھر سلاطینِ بنواُمیہ کی سرکردگی میں یہ قافلہ منزلِ مقصود کی جانب بڑھتا چلا گیا، تدوینِ حدیث وغیرہ اہم ترین کارنامے اسی زمانے میں وجود میں آئے اور علمِ شریعت کی احاطہ بندی مکمل وجود میں آگئی؛ مگر ان لوگوں نے بھی جب اعراضی کا اظہار کیا اور شہنشاہیت کے نشہ میں مست ہوگئے، تو یہ دولت ان کے بھی ہاتھ سے رخصت ہوگئی اور بغداد کی جانب بنوعباسؓ کی نگرانی میں یہ عظیم دولت اپنی نزاکتوں کے ساتھ رخصت ہوگئی اور دجلۂ حکمت سے سیرابی ساری کائنات کا مقدر بن گیا، ایک لمبے زمانے تک یہ دولت بغداد میں رہی؛ مگر جب معتزلہ کی حمایت اور دیگر فرقِ ضالّہ نے وہاں قدم جمالیے اور علمِ دین کی اصلی صورت کو مسخ کیا جانے لگا، تو اللہ نے اس دولت کو عثمانیوں کی اور دہلی کی

جانب منتقل کر دیا، صرف دہلی میں ہزاروں علمِ دین کے مراکز اور اُن گن علمائے ربّانیین اس سرزمین کی زینت بن گئے؛

مگر جب دہلی کے اندر بھی علمِ دین کو حقیر سمجھا جانے لگا تو انگریز کی شکل میں اللہ کا عذاب ظاہر ہوا اور دہلی سے اس وراثتِ پیغمبر کو لوٹ لیا گیا، جس کی پاداش میں اللہ نے یہ دولت دیوبند اور اطرافِ دیوبند کے حوالے فرمائی؛ چنانچہ دارالعلوم اور اس کے نہج پر کام کرنے والوں نے علمِ دین کی وہ خدمت فرمائی کہ ماضی کی کئی صدیوں میں اس کی نظیر ملنا امرِ محال ہے۔

اور الحمدللہ یہ مدارس آج بھی علمِ دین کی خدمت میں شب و روز منہمک ہیں، اللہ تا قیامت یہ دولت ہمارے ماحول کو عطا فرمائے۔

لیکن دوستو! یاد رکھنا یہ دولت ہمارے پاس اس لیے ہے کہ ہم نے علمِ دین کی قدر کی ہے، اس سے محبت کی ہے، اپنا خون بہا کر ان مدارس کی آبیاری کی ہے؛ اس لیے یہ دولت ہمارے پاس ہے۔

اگر ہم اس کی ناقدری کریں گے، تو یہ حسین دولت ہم سے چھین لی جائیگی اور پھر ہم دیگر اقوام کی طرح بے مقصد ہو کر رہ جائیں گے؛ اس لیے ان مدارس سے محبت کرنا، علمِ دین سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ آج کے حالات اندھیری گھٹا کی طرح ہمارے سروں پر چھائے ہوئے ہیں، دنیا مذہبِ اسلام کو اُچکنا چاہتی ہے، ملتِ اسلامیہ کے متوالوں اور عاشقوں کو عالم سے عنقا کرنا چاہتی ہے، ملتِ اسلامیہ کا بیڑا بھنور میں ہے، ایسے نازک وقت میں اگر ہم اپنی شناخت کو باقی رکھنا چاہتے ہیں، علمِ دین کے خادم بننا چاہتے ہیں تو ہمیں مدارس سے وابستگی پیدا کرنی پڑے گی، ان بوریوں پر بیٹھنے والوں کی قدر کرنی پڑے گی، ان کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی، تب کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور یہ دولتِ علمی ہمارے پاس ٹھہر سکتی ہے۔

اس وابستگی کی استواری پہچاننے کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا گیا اور آپ کا یہاں آنا اِس بات کا غماز ہے کہ آپ کو علمِ دین سے محبت ہے، تعلق ہے اور لگاؤ ہے، میں آپ کی آمد پر آپ کا استقبال کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اللہ آپ کے آنے کو، علماء سے تعلق کو، علمِ دین کی خدمت کو اور اپنے مدرسہ سے محبت کو قبول فرمائے۔

تم جیو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

دعوت برائے تلاوتِ کلام اللہ

چنانچہ مختصر تعارفِ اجلاس کے بعد باضابطہ اب اپنی محفل کا آغاز کرنے کے لیے اُس کتابِ ربّانی کی تلاوت کے لیے بڑھتے ہیں جس نے ساری انسانیت کو رُشد و ہدایت کی عظیم ترین نورانیت ودیعت فرمائی، جس نے بھٹکی ہوئی نسلِ آدم اور سسکتی ہوئی بوقلمونی کو اندازِ طرب مرحمت فرمائے۔ جس کتابِ معتبر کا ایک ایک حرف مکمل دستورِ حیات اور منشورِ رحمت ہے، جس نے چرواہوں کو پروازِ شاہی کا خُوگر اور بے نواؤں کو عالم کا مقتدا بنادیا، جس نے دم توڑتے معاشرہ میں حیاتِ سرمدی کو ثبت کردیا اور نفرت وعداوت کے سُلگتے ہوئے اَلاؤ پر رحمت وآشتی کی دلربا بارش فرما کر تعصب وتعنت کو کافور فرمادیا۔

جس کے لیے ہماری بزم میں دُور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے محفل کی رونق میں چار چاند لگانے والے ایسے ماہر قراءت اور تالیِ تلاوت موجود ہیں جو لہجۂ ابن مسعودؓ کی یادوں کو تازہ کرنے کی صلاحیت اگر اپنے سینے میں رکھتے ہیں تو لحنِ داؤدیؑ کی دلکشی اور جاذبیت کی عکاسی بھی آپ بحرِ قرأت کے عظیم ترین تیراک اور اخلاص وورع کے زیور سے آراستہ ہیں۔

میری مراد جناب حضرت قاری.................. ہیں۔ موصوف کی خدمت

میں درخواست کرتا ہوں کہ تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے اِس نورانی محفل کا آغاز فرمائیں۔ ؎

حرا میں جو صدا گونجی جو دولت رب نے بخشی ہے
سناؤ تم وہی قرآں کہ جس سے بزم سجتی ہے

؎

بہارِ دلربائی کے جھروکے کھول دو ساقی
ہمارے کانوں میں اس کی حلاوت گھول دو ساقی

؎

مئے توحید کا ساغر لُٹاؤ ساقی محفل میں
خدائے پاک کا تحفہ سناؤ ساقی محفل میں

تبصرہ

ماشاءاللہ محفل میں کیسا خوشنما منظر قرآن کی تلاوت سے ہوگیا، قاری صاحب جب تلاوت کرر ہے تھے تو یہ شعر بار بار گردش کرر ہا تھا ؎

عجب رحمت ہے قرآں میں عجب ہی شانِ قرآں ہے
یہ وہ معیارِ عالم ہے کہ جس پر سب کا ایماں ہے

دعوت برائے نعتِ نبیؐ

اب مزید رحمت کے آبشاروں سے اس وادیٔ علم وحکمت کو شادابی دینے کی غرض سے اس ذاتِ گرامی کی مدح سرائی کی جاتی ہے جو ساری انسانیت کا ہمدرد اور حامی تھا، جس کے عدل ورحمت سے واقفیت کے ثبوت ہر منتخب بندے نے فراہم کیے تھے، جس کی خاطر ابراہیمؑ نے ہاتھ اُٹھا کر رب سے دعا مانگی: "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا

مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ" جس کی اُمت میں شمولیت کی فرمائش موسیٰؑ جیسے پیغمبر نے کی، عیسیٰؑ نے جس کی بشارت سے اپنے ہونٹوں کو مٹھاس پہنچائی، یحییٰؑ کے دل میں جس کی زیارت کے اُرمان موجزن رہے اور کیوں ایسا نہ ہوتا، آپ ہی تو شریفوں میں اشرف ہیں، کریموں میں اکرم ہیں، حسینوں میں احسن ہیں، جمیلوں میں اجمل ہیں اور رحیموں میں ارحم ہیں۔

بقول صاحبِ شاہنامہ ؎

یہ کس کی جستجو میں مہر عالمتاب پھرتا تھا
ازل کے روز سے بیتاب تھا، بے خواب پھرتا تھا
یہ کس کی آرزو میں چاند نے تختی سہی برسوں
زمیں پر چاندنی برباد و آوارہ رہی برسوں
خلیل اللہ نے جس کے لیے رب سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقتِ ذبح جس کی التجائیں کیں
جو بن کر روشنی پھر دیدۂ یعقوبؑ میں آیا
جسے یوسفؑ نے اپنے حسن کے نیرنگ میں پایا
کلیم اللہ کا دل روشن ہوا جس ضوفشانی سے
وہ جس کی آرزو بھڑکی جواب لَنۡ تَرَانِیۡ سے
دلِ یحییٰؑ میں ارماں رہ گئے جس کی زیارت کے
لبِ عیسیٰؑ پہ آئے وعظ آئے جس کی بشارت کے

میں اس کارِ عظیم کے لیے ایک ایسے عظیم الشان شاعر کو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں جو نعت گوئی کے میدان میں ایک ماہرِ فن اور ملک کے گوشہ گوشہ میں شہرت یافتہ ہیں۔ میری مراد...................... ہیں، تشریف لائیں اور نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

سُہانی دولت سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔ ؎

کیوں چمن میں بے نوا مثلِ رمِ شبنم ہے
لب کشا ہو جا سرود بربطِ عالم ہے تو

دعوت برائے خطابت (۱)

الحمدللہ آج اِس اجلاسِ عظیم میں ایسا بے باک نوجوان خطیب جلوہ فگن ہے جو اپنی زبان وخطابت کا پورے علاقہ میں لوہا منوا چکا ہے، جس پر صنفِ خطابت ناز کرتی ہے، جو اگر گرجتا اور کڑکتا ہے تو صاعقۂ آسمانی محسوس پڑتا ہے اور رقت آفرینی پر آجاتا ہے، تو آنسوؤں کے سیلاب میں بہا دیتا ہے؛ اخلاص وورع کی زبان کھولتا ہے، تو معرفت کے گن گاتا ہوا نظر آتا ہے، حالاتِ حاضرہ پر گویا ہوتا ہے تو وقت کا صلاح الدین بن جاتا ہے۔ میری مراد حضرت مولانا مفتی..............................صاحب ہیں، میں حضرت کی خدمت میں ان اشعار کا گلدستہ پیش کرتا ہوں اور دعوتِ خطابت دیتا ہوں ؎

تم اپنے جواہر دکھلاؤ تم قوم کے سچے رہبر ہو
تم وارثِ احمد شانِ شرع اصلاح کے سچے پیکر ہو
ایماں کے جیالوں کی خاطر میداں کے ہمالے تم ہی تو ہو
ایمان کی قیمت بتلاؤ تم اس کے سراپا جوہر ہو

موصوف تشریف لائیں۔

دعوت برائے خطابت (۲)

اب ایسے علم وحکمت کے شہ پر سے درخواست کی جائیگی جو علم کی حسین دولت کے ساتھ زبان وبیان کے پُرکیف ہنر کے ہیرو ہیں، زینتِ دارالعلوم اور مصدرِ علم وادب ہیں، حالاتِ حاضرہ سے آگہی اور احوالِ پراگندہ کی درستگی کے نمایاں خادم ہیں، اسی کے

ساتھ اللہ نے جہد پیہم اور ذہنی سلامتی کی بنیاد پر وہ صلاحیتِ عظیمہ عطا فرمائی کہ بے شمار کتابوں کے کامیاب مصنف و مؤلف بھی ہیں، جس طرح درس و تدریس اور بیان و خطابت سے امت میں فیضان کی ندیوں کو جاری کیے ہوئے ہیں، اسی طرح قلم کے ہمیشہ رہنے والی بہاروں سے بھی مکمل ہم آہنگی ان کا زیور ہے، میرے الفاظ کے حقیقی مصداق جناب حضرت.............قاسمی استاد............... ہیں، میں حضرت والا کا شکرگزار ہوں کہ سفر کی مشقتیں، بے انتہا مشغولیتوں کے باوجو برداشت کر کے تشریف لائے، اللہ آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان اشعار کے ساتھ کرسی پر تشریف لانے کی درخواست کرتا ہوں ؎

تم شانِ چمن تم جانِ چمن تم بزم کے میری تارے ہو
تقدیسِ طلب کے مستوں پر مولیٰ کے حقیقی دھارے ہو
یہ مجمع تمہارا خواہاں ہے پیغامِ ہدایت سننے کو
سب جمع ہوئے ہیں محفل میں پیغامِ شریعت سننے کو

دعوت برائے خطابت (۳)

حضرات گرامی! خدمتِ حدیث جس کا شیوہ ہے، اور جو فیضانِ شریعت کے رودِرواں ہے، اللہ نے وہ دولت بھی اسٹیج پر ہم کو عطا فرمائی ہے، بڑی خوشی کا مقام ہے، جن کے رات دن قال اللہ وقال الرسول کے لیے وقف ہیں اور جو دینِ محمدیؐ کے بے لوث خادم ہیں، الحمد للہ ہماری دعوت پر یہاں جامعہ میں تشریف لا چکے اور زینتِ اسٹیج بن چکے ہیں، ان کلمات کے مصداق حضرت مولانا مفتی.................... ہیں، ہم حضرت کا پُر تپاک اور پُر زور الفاظ میں استقبال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کو دیر تک ہمارے سروں پر قائم فرمائے اور امت کے درمیان آپ کی علمی خدمات کو عام فرمائے، میں ان اشعار کے ساتھ دعوتِ خطابت دیتا ہوں ؎

میری بزم میں جو وہ آگئے ہے خوشی کا موسم دلربا
یہ عجب ہوئی ہے ہم پہ عطا یہ عطا یہ عجب ہوئی ہے ہم پہ عطا
یہاں علم وفن کے چراغ اب میری بزمِ دل میں جلا چلو
یہاں آیئے یہاں آیئے ہمیں دو شرع کی ذرا ضیا

دعوتِ خطاب برائے خواتین (۴)

وہ آئے بزم میں دیکھو نہ کہنا پھر کہ غافل تھے
شکیب و صبر اہلِ انجمن کی آزمائش ہے

آج مسلم معاشرہ کی بے راہ روی مشہورِ عالم ہوتی جارہی ہے، خصوصاً ہماری ماؤں اور بہنوں کے سامنے بہت سے ایسے میدان ہیں، جن کی چاہت میں وہ اسلام کے دامن میں زندگی گزارنے کو عار اور قید سے تعبیر کرتی ہیں، جس کی وجہ سے نئی نسل کی تربیت اسلامی ماحول میں نہیں ہو پاتی، ہماری ماؤں، بہنوں میں بھی آج موبائل اور ان کی بے حیائیاں جنم لے چکی ہیں، بے پردگی کی بیماری تیزی سے پھیل رہی ہے، چغل خوری اور بدکاری ہماری زندگی کا جز بن چکا ہے اور اس کے علاوہ اَن گِنَن مسائل سے خواتینِ اسلام دوچار ہیں؛ اس لیے اِس وقت میں خواتین کی رہنمائی ایک فریضہ کے مترادف بن چکی ہے۔

چنانچہ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ خصوصی نشست برائے خواتین ہم نے منعقد کی اور ایسے عالمِ دین کو منتخب کیا گیا جو علمِ حدیث اور تفسیر میں جہاں بحرِ ناپید کنار ہیں، وہیں معاشرہ کا بہترین نباض اور رمز شناس بھی، جہاں وہ خدمتِ قرآن وحدیث میں اپنی زندگی وقف کیے ہوئے ہے وہیں راتوں کی نیندیں قربان کر کے اور دنوں کی قیمتی مشغولیت کو بالائے طاق رکھ کر امت کی تشنگی کو زائل کرنے کی بھی اپنے سینے میں بھرپور جسارت رکھتا ہے، اس سے میری مراد جناب .... ہیں، میں موصوف کی خدمت میں

بڑے ادب اور احترام کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ کرسی پر تشریف لائیں، اور مناسب ماحول پر تسلی بخش روشنی ڈالیں، اس شعر کے ساتھ ؎

ہر وقت ہیں قرباں امت پر ہر پہلو سدا تلقین کا ہے
ہر ایک ہی لمحہ امت پر قربانی کا ہے، تزئین کا ہے

؎

اِس وقت سِسکتی اُمت پر فرماؤ بہارِ علم و عمل
کچھ ایسی عنایت فرماؤ بن جائیں نگارِ علم و عمل

دعوتِ تقریر (۵)

ہماری اِس بزم کے ایک چمکتے دمکتے سورج، جن کی تابانی رشد و ہدایت کی برسات کو اپنے جلو میں لیے ہوئے رہتی ہے اور محفل میں موسم خوشگوار پیدا کرنے کی بادِ بہاری بھی اس کے ہمراہ رونما ہوتی ہے، دلکش لطائف کے پیرایے میں علمی موتیوں کو پرونے اور معرفتِ ربانی کی گل پوشی کا ہنر رکھنے والے ہیں۔ ؎

ہر رنگ نیا ہر شان نئی
ہر لمحہ نیا ہر آن نئی
وہ ساغرِ علم و حکمت ہیں
ہے ان کی یہاں پہچان نئی

ان کلمات کا مصداق جناب حضرت مولانا مفتی صاحب .... ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوتِ گویائی کی ایسی نعمتِ لازوال سے بہرہ ور کیا ہے کہ ہزاروں کے مجمع میں وہ اپنی الگ چھاپ چھوڑتے ہیں اور مقبولیت و محبوبیت ہمیشہ ان کو اپنے گلے لگاتی ہے، اس سے پہلے بھی وہ یہاں تشریف لا چکے ہیں، اور ان شاء اللہ یہ تعلق دیرپا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے سایہ کو دیر تک ہمارے سروں پر رکھے، میں ان

کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ موصوف کرسیٔ خطابت پر تشریف لا کر اپنے قیمتی مواعظ سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔

دعوت برائے خطابت (۶)

حضرات گرامی گزشتہ سال جب ہم نے اِس موقع پر اصلاحِ معاشرہ ہی کے نام سے پروگرام کیا تھا تو بالکل اخیر میں جس شخصیت کی تقریر ہوئی وہ نہایت جامع اور اصلاح کے مختلف پہلوؤں کو حاوی تھی، اگر چہ رات کا اخیر وقت تھا اور نیند کے دلکش جھونکے بستر کی تلاش کی دعوت دے رہے تھے؛ مگر جب حضرت والا کرسیٔ خطابت پر تشریف لائے اور دلکش لب ولہجہ کے ساتھ خطاب فرمایا تو غالب کے اِس شعر کی ترجمانی ہورہی تھی کہ ؎

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر میرے نالے غزل خواں ہوگئیں

آپ حضرات نے حضرت کے بیان میں بیدار مغزی کا گرانقدر ثبوت فراہم کیا تھا اور هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی صداؤں سے محفل پُر کیف ہورہی تھی۔

آپ کے جذبات اِس بات پر دال تھے کہ یہ خطاب بار بار ہمارے کانوں سے ہمکنار ہوتا رہے اور صاحبِ خطاب کے دیدار سے ہم یونہی بہرہ ور ہوتے رہیں؛ اس لیے اِمسال بھی ہم نے حضرت کو زحمتِ سفر دی اور حضرت نے خندہ دلی سے بے انتہا مشغولیات کے باوجود ہمیں موقع عنایت فرمایا اور تشریف لے آئے ان کلمات سے میری مراد دارالعلوم دیوبند کے ایک عظیم الشان استاذ محترم جناب مولانا............حفظہ اللہ ہیں، ہم ان کے شکر گزار ہیں اور دعوتِ خطاب ان الفاظ کے ساتھ پیش کرتے ہیں ؎

یہ اہلِ دل کا میخانہ یہ اہلِ دل کا میخانہ
ترا مشتاق ہے ساقی تری مئے کا ہے دیوانہ

خردمندانِ عالم میں فقط اِک گھونٹ لے جائے
اگر قطرہ بھی مل جائے وہ بن جاتا ہے مستانہ
شرابِ معرفت رِندوں کو ساقی بے تحاشا دے
ترِی محفل میں جو آئے زماں میں ہو وہ فرزانہ

جناب حضرت مولانا.................

دعوت برائے شاعری

جناب............... صاحب ان شعراء میں سے ہیں، جن کو پورے ملک میں شوق اور تڑپ کے ساتھ سنا جاتا ہے، موصوف اپنی خداداد صلاحیتوں کے بَل بوتے پر جہاں عوام میں بے حد مقبول و محبوب ہیں وہیں خواص اور علمائے ربانیین کے درمیان اپنی شفاف اور بے غبار شاعری کے نتیجے میں بے پایاں پسند کیے جاتے ہیں۔

آج یہ مبارک پروگرام یوں بھی دوبالا ہو جاتا ہے کہ اس میں ہندوستان کی یہ مشہور شخصیت جلوہ افروز ہے، میں حضرت کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ؂

وہ ہی مضمون رومی کے وہی تلقیں غزالی کی
سرِ محفل عیاں کردو کہ تم ہی جانِ محفل ہو
وہ ہی حسّان کا لہجہ وہی حسّان کا نغمہ
سناؤ اہلِ دل کو اب کہ تم ہی نازشِ دل ہو

جناب مولانا.................

تبصرہ

ابھی ابھی آپ جناب .... صاحب کے کلام سے محظوظ ہو رہے تھے، جنہوں نے محفل کو اپنے فصیح و بلیغ کلام سے مست و مگن کر دیا۔

اللہ حضرت کی عمر میں برکت فرمائے اور اشعار کے ذریعہ جو وہ دین کی خدمت کر رہے ہیں سیرت عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو گرانقدر اشعار رقم فرما رہے ہیں اور حالاتِ حاضرہ و اصلاحِ معاشرہ سے متعلق ان کے جو باشعور کلام منصۂ شہود پر آرہے ہیں، اللہ اس میں مزید اضافہ فرمائے اور ان کلاموں کو اصلاحِ قوم کا باعث بنائے۔

خدائے پاک یہ علمی تجلی دیرپا کردے
یہ عشاقِ نبیؐ کی اِک تسلی دیرپا کردے
جو دم دم میں ترقی کے نمایاں ان کے پہلو ہیں
خدایا ان کی یہ ساری ترقی دیرپا کردے

دعوت برائے دعا

حضرات! حدیثِ پاک میں جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ'' دعا عبادت کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ مانگنے والے سے بڑا خوش ہوتا ہے اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ کو ضرور قبول کرتا ہے، انبیاء ورسل کا یہ ضابطہ رہا ہے وہ قدم قدم پر اللہ کے سامنے دامن پسارتے نظر آتے ہیں، جب بدر میں دشمن اپنی توانائی اور ساز وسامان کے ساتھ رونما ہوئے اور دونوں فریق نبرد آزما ہونے لگے، اس وقت محبوبِ داور اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔

ایک رات صلاح الدین ایوبیؒ نے پوری رات دعا مانگی، صبح کو ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو ایوبیؒ نے دعا کی درخواست کی، بزرگ نے فرمایا جس نے رات بھر اللہ کے سامنے دعا میں گزاری ہو، اللہ اس کی دعا کو کبھی رد نہیں کرتا؛ چنانچہ اللہ نے بیت المقدس اسی دن فتح کرادیا۔

غرض! یہ کہ دعا اہلِ ایمان کا ہتھیار ہے، بے سہاروں کا آسرا ہے، بیمار قلوب کا درماں ہے اور سراسیمگی کے لیے سدِ راہ ہے؛ اس لیے اس مجلس کا دعا پر اختتام کرنے کے لیے میں ایک ایسی ذات اور شخصیت کو دعوتِ اسٹیج دے رہا ہوں جو نازش ہند، باعثِ فرحت ونزہت، پیکر خلق ومروت اور حاملِ دین وشریعت ہے۔

میری مراد جناب .... ہیں، موصوف تشریف لائیں اور دعائیہ کلمات پر مجلس کو اختتام تک پہنچائیں۔



باسمہ تعالیٰ

نظامت برائے جشنِ آزادی (۱۵/اگست)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَفُوْرِ الْوَدُوْدِ الْكَرِيْمِ الشَّكُوْرِ
وَاُصَلِّیْ عَلَی النَّبِيِّ الَّذِیْ بُعِثَ لِلنَّهْيِ وَالْمَامُوْرِ
وَعَلَی الصَّحَابَةِ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰی يَوْمِ الْحُزْنِ وَالسُّرُوْرِ
اَمَّابَعْدُ!

بہاریں آج آئی ہیں یہ میرے خوں کی بارش ہے
جو کلیاں مسکرائی ہیں جگر کی یہ نگارش ہے
جو ہرسو زمزمے سنسان وادی پر ہوئے قرباں
یہ گردن سے اُٹھی ہے لے یہ زخموں کی جوارش ہے
مجھے مقتل نے لاکھوں بار پایا اپنے آنچل میں
مجھے تلوار نے جانا کہ یہ ہی میری خواہش ہے
غرض مجھ سے ہے رعنائی بہاروں پر بہار آئی
میرے خوں سے ہے گل دھرتی میرے خوں سے یہ تابش ہے

حضرات! جب تثلیث کے دلدادہ لوگوں کے ناپاک قدموں نے سرزمین ایشیا کی عبقری سطوت کو عالم سے مٹانا چاہا اور گھر گھر اس مہلک مرض کی اشاعت ہونے لگی، لوگوں کے عقیدے خطرات کی دلدل میں پھنسنے لگے۔

وہ ہندوستان جس نے ایک لمبی مدت تک شہنشاہانِ اسلام کے عدل وانصاف کا مطالعہ کیا تھا۔

جس نے شاہانِ مغلیہ کی عظیم الشان تاریخ اپنے دامن پر ثبت کی تھی

جس نے التمش اور عالم گیر کے زرّیں عہد کا معائنہ کیا تھا

جس کے سینے پر ایبک کے قدموں کے نشان موجود تھے

جو غوری کی سِناں سے واقف کار تھا

جو محمود کی ضربوں سے کندن بن چکا تھا

اس خطۂ مقدس پر جب انسانیت کا خون ہونے لگا، جب آزاد طبیعتوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جانے لگا، تو اللہ والے کچھ انسان میدانِ جہاد میں کود پڑے اور ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔

اس میدانِ جہاد میں انہیں کیا کیا مصائب جھیلنے پڑے۔ یہ تاریخ کا ایک المناک باب ہے، اسی باب کو کھولنے کے لیے آج ہمارا یہ پروگرام بڑے تُزک و احتشام کے ساتھ الحمدللہ منعقد ہوا ہے، آپ لوگوں نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور اپنا قیمتی وقت ہماری درخواست پر ہم کو عطا کر دیا، ہم آپ کے تہِ دل سے شکرگزار ہیں، پُرتپاک خیر مقدم کرتے ہیں۔

سب سے پہلے آپ سے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ درخواست ہے کہ سنجیدگی کا ماحول بنائیں، ہمارا یہ پروگرام منزل تک اسی وقت پہنچ سکتا ہے جبکہ آپ کی ہمدوشی میسر آئے گی؛ اس لیے آخر تک ہمارا ساتھ دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں، ہمارے اس مختصر سے پروگرام میں آپ ان شاء اللہ قرآنِ کریم کی دلکش تلاوت زمزمہ خیز نعتیں اور ایمان افروز تقاریر اپنے مابین ملاحظہ فرمائیں گے۔

قبل اس کے کہ پروگرام کا باضابطہ آغاز کریں، امیرِ کارواں کا انتخاب کرلیا جائے،

تاکہ اس امیرِ کارواں کی سرکردگی میں کارواں منزلِ مقصود تک گامزن ہو سکے، اس کے انتخاب کے لیے میں دعوت دیتا ہوں جناب مولوی .... درجہ .... کو کہ وہ تشریف لائیں اور انتخابِ صدر فرمائیں۔

انتخابِ صدر ہو چکا ہے، اس کی تائید کے لیے میں دعوت دیتا ہوں مولوی .... درجہ .... کو وہ تشریف لائیں اور تائیدِ صدارت پیش فرمائیں۔

حضرات! اب باضابطہ اس پروگرام کا آغاز کیا جاتا ہے اور آغاز ایسی کتابِ مقدس سے کیا جائے گا جو ساری کتابوں میں سب سے نمایاں اور ارفع مقام رکھنے والی ہے، جس کو اللہ پاک نے سب سے مقدس فرشتے کے ذریعہ سب سے مقدس پیغمبر، آفتابِ ہدایت، تاجدارِ کونین، سیّدالانس والجن، فخرِ رسل، محبوب یزدانی، رسولِ عافیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔

یہ وہ کتاب ہے جس نے انسانیت کو وجہ تخلیق سمجھائی، سرِ آفرینش کا سبق پڑھایا؛ چنانچہ جس وقت یہ کتاب نازل کی گئی اس وقت سارا عالم درندہ گاہ بنا ہوا تھا، ہوائے شیطنت نے کمزور و ناتواں بیڑوں کو تحت الثریٰ میں غرقاب کر رکھا تھا، مظلوم و بیکس لوگوں پر خدا کی دھرتی اپنی وُسعتوں کے باوجود تنگ سے تنگ تر کی جارہی تھی، عورتوں کو نحوست کی بیٹی اور حماقت کا سامان گردانا جاتا تھا، بچوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔

غرض یہ کہ ساری انسانیت تباہ و برباد ہو چکی تھی؛ مگر جب یہ کتاب عزیز سینۂ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونی شروع ہوئی تو ساری کائنات کا نقشہ بدل گیا، عدل وانصاف کی ہوائیں چلنے لگیں، محبت واخوت جنم لینے لگی، الطاف واعزاز نے شعوب و قبائل میں نشونما پانا شروع کر دیا۔ غرض یہ کہ حیوانیت آمیز تہذیب وتمدن والے اُلفت و انسانیت کے پیکر بن گئے۔

تو ہم اپنی مجلس کا آغاز اسی کتابِ مقدس سے کرنے کے لیے دعوت دیتے ہیں ایک

ایسے قاریٔ قرآن کو کہ جب وہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا نزولِ کتاب جاری ہے، پرندے بھی فضا میں اس جادو بھری آواز کو سن کر رقص پر مجبور ہوتے ہیں، ہوائیں تک ان کی تلاوت کی نزاکت کو سلامی دینے کے لیے بیتاب رہتی ہیں، دل مسحور ہو جاتے ہیں، سینۂ سکینہ میں جلا اور نُور کی تابانیاں فروزاں ہو جاتی ہیں، اس سے میری مراد ہے جناب قاری.................. موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے محظوظ فرمائیں۔

قرآں کی تلاوت سے محفل کو منور کر
اندازِ تلاوت سے سینے کو مسخر کر
پڑھ آیتِ قرآں تو اس محفلِ نزہت میں
نزہت سے گلستاں کے ہر گل کو معطر کر

❖ ❖ ❖

اندازِ لب و لہجہ محفل میں نمایاں کر
قرآں کی تلاوت سے اس بزم کو تاباں کر
قرآن سے ملتی ہے سینوں کو جلا ہمدم
پیغامِ خدا سے تُو سینوں میں چراغاں کر

❖ ❖ ❖

تلاوت کرنے والا بزم کو مسحور کرتا ہے
خدا کے نُور سے سینوں کو وہ معمور کرتا ہے
یہ وہ قرآں ہے اے ہمدم ملی انسانیت جس سے
خرد اس سے ہوئی روشن یہ دل مسرور کرتا ہے

دعوت برائے نعت

رسولِ رحمت تاجدارِ بطحیٰ پیغمبرِ عافیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہانِ لیل و نہار پر اتنے اَن گنت احسان ہیں کہ جن کا شمار کرنا انسانی کوشش سے باہر ہے؛ اس لیے میں تلاوتِ کلام اللہ کے بعد نعتِ نبی گنگنانے کے لیے دعوت دیتا ہوں ایک ایسے شاعرِ بے مثال کو جن کی آواز میں اللہ پاک نے وہ کشش عطا فرمائی ہے کہ پرندے بھی رُک رُک کر اس سحر آفریں آواز کو سنتے ہیں اور سن کر صنعتِ پرواز میں نیا جوش وخروش اپنے بال و پر میں محسوس کرتے ہیں، جب وہ نعت پڑھتے ہیں تو ظاہر میں نعت پڑھتے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ تسخیرِ قلوب میں مشغول ہوتے ہیں اور کلام کے سیف و سنان سے دلوں کے خطوں کو فتح کرتے ہوئے سکندر بن کر دنیائے اخوت کو خیراتِ عقیدت وموانست تقسیم کرتے ہیں۔

تو میں اسی جادو بھری آواز کو آپ کے سامنے پیش کرنے کے لیے انتہائی ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہوں مولوی محمد .... متعلم .... سے کہ موصوف تشریف لائیں اور بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش فرمائیں۔

دعوت برائے خطابت

حضراتِ گرامی! اب ان یادوں کو تازہ کرنے کے لیے خطباء کا سلسلہ قائم کیا جاتا ہے جن کی ایک داستان اور جن کا ایک المناک باب ہے، جنھوں نے اپنی زندگی وطن کی گرد آلود زمین پر آب پاشی کرتے ہوئے نچھاور کر ڈالی، جن کا یہ اعلان تھا کہ:

پھلا پھولا رہے یارب! چمن میرا اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

آپ نے قیس کا جنگل میں ایک لیلیٰ کی یاد میں کھو کر پھرنا سنا ہوگا، تمھیں کسی نے یہ واقعہ بھی سنایا ہوگا کہ فرہاد کو عشق کے میدان نے کوہ کن کا بارگراں اُٹھانے کا حوصلہ عطا کیا

اور نہ جانے کتنے دل کی دنیا دل میں آباد ہونے اُجڑنے اور لُٹنے کے واقعے سنے ہوں گے؛ مگر ہمارے خطباء آپ کو جس عشق کی چیستاں سنائیں گے وہ ان تمام واقعات سے جدا ہے جو آج تک آپ نے سنے۔

یہ جتنے عشق اور ان کی داستانیں ہمارے کانوں میں شب و روز گونجتی ہیں ایک عارضی چیز پر ج فدائیگی کے علاوہ کچھ نہیں؛ مگر یہاں جن کی جوانی کی کہانی ملفوظ ہوگی وہ امن وآشتی، صلح ومحبت کی دعوت کو تقسیم کرنے والے تھے، وہ اس دیس کی شادابی کو بحال دیکھنا چاہتے تھے، وہ اس دیس کو سونے کی چڑیا بنانا چاہتے تھے، انہیں اس کے پھول پتیوں سے پیار تھا، اس کے ٹیلوں اور آبشاروں سے انہیں سچی محبت تھی اور اسی دُھن میں مقتل کے حوالے اپنی کھوپڑیوں کو کر کے وہ اس عالمِ فانی سے سدھار گئے، وہ تو دنیا سے رخصت ہو گئے؛ مگر ان کی محنت رنگ لائی اور آج ہم ہر طرح کے امن وسکون کے دامن میں پنپ رہے ہیں؛ اس لیے اس مجلس میں انہیں کا تذکرہ ہوگا۔

تو سب سے پہلے میں درخواست کرتا ہوں جناب..............

ان کے بعد پھر دبستانِ معرفت میں ایک کوہِ تعبیرات ومحاورات، ماہرِ تاریخ وسیَر جناب مولانا.............. صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ موصوف تشریف لائیں اور گیسوئے ہند پر خرچ ہونے والی خونی لہروں کا تذکرہ کریں۔

دعوت برائے ترانہ

ترانۂ ہندی گنگنانے کے لیے ایک ایسی دلکش ودل زیب آواز۔ کے شہنشاہ کو دعوتِ سخن دیتا ہوں جو اپنی آواز کی کشش سے ہزاروں دل مسحور کرتا ہے اور جب وہ اپنے لبوں کو کھولتا ہے تو کانوں میں اس طرح رَس گھول دیتا ہے کہ ہوا بھی رک کر اس کو سننے کے لیے بیتاب رہتی ہے اور پرندے فضا میں رقص پر مجبور ہوتے ہیں، اس سے میری مراد جناب مولوی.............. ہیں، تشریف لائیں اور ترانۂ ہندی پیش فرمائیں۔

باسمہٖ تعالیٰ

نظامت برائے جشنِ یومِ جمہوریہ (۲۶/جنوری)

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا اَمَّابَعْدُ!

پُرمست بہار آئی یہ جشنِ بہاراں ہے
ہر پھول پہ جوبَن ہے سجا یہ گلستاں ہے
لہراتا ترنگا بھانے لگا ہر کوئی ترانہ گانے لگا
ہر سمت مچلتے نغمے ہیں موسم میں طَرَبْ اَب آنے لگا

حضرات گرامی: خدائے عز وجل کا ہزار شکر و کرم ہے کہ ہمیں آزادی کی دلکش چاشنی ودیعت فرمائی، آج یہ یومِ جمہوریہ ہے، جس میں ہندوستان کے اندر وہ ہمہ جہت قوانین نافذ ہوئے تھے، جن کو سیکولر کے نام سے جانا جاتا ہے، جس میں بنیادی طور پر تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب کی ترویج و ترقی کے مکمل اختیارات ہر قوم کے لیے تحریر فرمائے گئے اور مکمل شہری زندگی کو اطمینان بخش اور پُرکیف بنایا گیا، اِس مبارک دن کی تلاش میں کتنی گردنیں کام آئیں اور کتنے بچے یتیم ہوئے، اس کا اندازہ ہمارے اس مختصر؛ مگر جامع ترین پروگرام سے آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

میرا مقصد کسی تفصیل اور تاریخ میں جانا نہیں؛ بلکہ آج کی اِس مبارک تقریب میں صرف یہ بات ثابت کرنی ہے کہ مسلمانوں نے بھی اِس آزادی میں قربانی پیش کی ہے یا صرف وہ چند نام جو پورے آب و تاب کے ساتھ پورے بھارت میں گردش کر رہے ہیں وہ اس معرکہ کے سرخیل اور پوری جنگِ آزادی کا سہرا کیا انہیں کے سر ہے۔

حضرات! یہ تاریخ کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ بے انصافی کو اس کا مجوِّلا ینفکّ بنادیا اور حقیقت کو چھپا کر چند ناموں کے سروں پر سہرا باندھ دیا، دوسری قوموں سے زیادہ ہماری قربانیاں اس میدان میں آپ قدم قدم پر پائیں گے؛ اس لیے آپ نے یہ بہت مناسب کام کیا اور اسکے لیے جو وقت نکالا یہ بڑا قیمتی سرمایہ ہمارے لیے ثابت ہوگا، ان شاء اللہ پورا پروگرام سکون کے ساتھ ساعت کریں، آپ کو جنگِ آزادی کے ہیرو سب معلوم ہو جائیں گے، پروگرام کا باضابطہ آغاز کرنے کے لیے تلاوتِ کلام اللہ کے لیے درخواست کرتا ہوں، جناب ....سے تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

دعوت برائے نعتِ نبیؐ

تلاوتِ کلام اللہ کے بعد نعتِ نبیؐ پڑھنے کا معمول ہمارے تمام پروگراموں کی روح ہوا کرتی ہے؛ کیونکہ ذاتِ ربی نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اس عالم موجودات کی انتہا پر ایسے پیغمبر انقلاب کا انتخاب فرمایا جو ساری انسانیت کا درد اپنے سینے میں رکھنے والا تھا، جس نے زندیقیت اور گمراہیت کی تاریک ترین راہوں کو چراغِ نور بنادیا اور ربّ کائنات کی چوکھٹ سے وابستگی کا وہ پہلو اُجاگر کیا جو قیامت کی صبح تک دیوانوں کے سینوں میں ثبت ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشۂ باہوشی کے ساغر سے جس نے مئے نوشی کا حصہ پالیا اس کے ٹکڑے تو کردیے گئے؛ مگر معرفت کا یہ نشہ کافور نہ ہوا۔

ہر سمت ہی پیدا ہوتے ہیں عالم میں نبی کے دیوانے
عرفان کی جھالر لہرا کر پھرتے ہیں وہ ہر سُو مستانے
احسان کے پیکر حضرت ہیں انسان کے رہبر حضرت ہیں
اس شمعِ ہدیٰ کے دیکھوگے ہر سمت ہزاروں پروانے

تو آیئے اِسی بارگاہِ توقیر میں ہدیۂ نعت پیش کرنے کے لیے ایک ایسی دلآویز لے کی جوارش کو مقابلِ ڈائز کیا جاتا ہے جو اپنے مسحور کن لہجے سے دلوں کو زیر کرنے کا ہنر

سیکھے ہوئے ہیں، اس سے میری مراد جناب .... تشریف لائیں اور نعتِ نبی ﷺ پیش فرمائیں۔

دعوت برائے تقریر

آج ہمارا چونکہ اصل مقصد جنگِ آزادی میں قربانی دینے والوں کے حالات بیان کرنے ہیں، اس کے لیے کثیر مطالعہ اور بہت زیادہ تجربہ رکھنے والے کا انتخاب ضروری ہے؛ اس لیے ہماری اس بزم کے بڑے مطالعہ کناں اور باریکی سے تاریخ کی نزاکتوں کو پرکھنے والے جناب مولوی .... موجود ہیں، میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ تشریف لائیں اور ہم سب کو اپنے خطاب سے محظوظ فرمائیں۔

دعوت برائے ترانہ

ہمیشہ جب کسی قوم کی جرأت و بسالت کا ذکر کیا جاتا ہے تو اشعار اس میدان میں سب سے زیادہ معاون ثابت ہوا کرتے ہیں چنانچہ جب زمانۂ جاہلیت میں اپنے فخریہ کارناموں کو عرب بیان کرتے تھے، تو شعراء کی نشستیں منعقد ہوا کرتی تھیں، اسلام میں حضرت حسانؓ وغیرہ نے اس پہلو کو اُجاگر کیا، ماضی قریب میں شورِش کاشمیری نے اس فریضے کو دلکش پیرایہ میں انجام دیا ہے۔

تو آیئے! ہم بھی اپنی قوم کی تاریخ دہرانے میں شعراء سے مدد حاصل کریں، تاکہ قربانیوں کا صحیح نقشہ سامنے آسکے، اور ہمارے مستقبل کی تعمیر ہوسکے، اس کے لیے میں درخواست کرتا ہوں جناب .... سے، تشریف لائیں اور ترانۂ آزادی پیش فرمائیں۔

دعوت برائے تقریر ثانی

اب تقریر ثانی پیش کرنے کے لیے جامعہ کے ایک ہونہار طالبِ علم مولوی محمد ....

سے درخواست ہے کہ تشریف لائیں اور تقریر پیش فرمائیں۔

پھر سے تقریر ہی کے لیے اپنی اِس بزم کی آخری کڑی کو پیش کیے دیتے ہیں، درخواست کرتے ہیں جناب مولوی..................... سے، تشریف لائیں اور تقریر پیش فرمائیں۔

دعوت برائے خطاب

حضراتِ گرامی! ہم لوگ اہلِ سنت والجماعت کے نہج پر گامزن ہیں، اور مکمل ان کی نقاشی اس وقت تک ہم لوگوں کو حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ہم اپنے اکابر کی تاریخ اوران کی بے بہا قربانیوں سے واقف نہیں ہوں گے؛ اس لیے مکمل اپنے اکابر کی تاریخ سے واقف ہونے کے لیے اور اپنی سمت کو متعین کرنے کے لیے ایک ایسی مشعلِ حکمت و دانائی کو رہ گزر میں فروزاں کیا جاتا ہے جو جہاں درس وتدریس اور فکر ودانائی کے شہنشاہ ہیں وہیں علمِ تاریخ اور ذخیرۂ تاریخ کے بحرِ ناپید کنار بھی، وہ سلاست وفصاحت کے جہاں ایک درِّ نایاب ہیں وہیں جغرافیہ اور اس کے نشیب وفراز کے شہنشاہ بارونق بھی حضرت گلستانِ اسلامیہ کی شہ رگ اور زمرۂ طلاب کے مقبول ترین استاذ ذی وقار بھی ہیں اور تزکیہ واصلاح کے جنید وقت بھی آپ کی مثالی زندگی دیکھ کر بے تحاشا زبان پہ یہ کلمات جاری ہوتے ہیں ؎

جناب شیخ اعظم کی عیاں ہے یوں بھی ذیشانی
رسائی تہ میں رکھتے ہیں فلک پر ان کی تابانی
امامِ فقہ و منطق ہے سراپا یہ مفسر ہیں
لباسِ حضرت والا میں گویا ہیں یہ دوّانی

ان کلمات سے میری مراد نمونۂ اسلاف، حامیٔ قرآن و سنت جناب مولانا.................. استاذ تفسیر و ادب جامعہ.................. ہیں۔ حضرت والا سے درخواست کرتا ہوں کہ کرسی پر تشریف لاکر اپنے قیمتی مواعظ سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔

باسمہٖ تعالیٰ

نظامت الوداعی پروگرام برائے طلبہ

حَمْدًا لِقَادِرٍ جَعَلَ الْاِنْقِلَابَ حِلْيَةَ الْعَالَمِ الْفَانِي
وَصَلٰوةً عَلٰى مَنْ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ
وَعَلٰى آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.
أَمَّا بَعْدُ!

حضرات اساتذۂ کرام اور مرکزِ معرفت و اصلاح کے خوشہ چینو! آج ہم زندگی کے بڑے البیلے ماحول میں کس مپرسی کا شکار ہیں، اگر ایک طرف مقصد کی تکمیل پر فرحت و انبساط کی موجیں ساحل کو مسحور کرنے کی ٹھانتی ہیں تو دوسری طرف ہجوم غم منجدھارِ آلام میں دھکا دینے کے لیے بے تاب ہے، تکمیل کی خوشی بھی ایک فطری چیز ہے، جو بار بار اُبھر کر سینے کو طرب کی فضائیں فراہم کرتی ہے؛ مگر اساتذۂ کرام کے بے لوث معاملات اور شب و روز کی کدّ و کاوش احساسِ کرب کی جھالروں کو تابندہ کیے ہوئے ہیں، آہ و ہو کا بازار گرم ہے۔

ہماری اس سنگینی کو دیکھتے ہوئے اُفق بھی نغمۂ غمگین گنگنا رہا ہے، سرور آرا جھونکے عنقاء سے نظر آ رہے ہیں، صحرائے عرب میں قیس کی جادہ پیمائی کی طرح ہم روحانی ماں سے بچھڑ کر بے ماں رہ جائیں گے۔

بھائیو! یہ وہ ماں ہے جس نے ہمیں ضلالت کے گہرے غار سے نکال کر ہدایت کی ضیاء ودیعت کی ہے۔

یہ وہ ماں ہے جس کی آغوشِ عنایت میں ہم نے اپنے معبودِ حقیقی کی معرفت حاصل کی ہے، یہ وہ ماں ہے جو رات دن ہماری کامیابی کی ذھن میں لگی رہی۔

یہاں کے اساتذۂ کرام کے مخلصانہ اقدام نے ہمیں مشعلِ رحمت وشریعت سے نوازا؛ کیوں نہ آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑیاں نظر آئیں، شمع کے بن پروانے کیسے حیات کو اپنے گلے سے لگائیں گے، کیسے عنادل بن بہار چمن میں بود و باش اختیار کریں گی۔

شاید اس سنگم سے بچھڑ کر ہم زمانے میں کوہ کن کے نام سے جانے جائیں گے، اِس جدائی پر ہلال و بدر بھی گردش میں ہیں، سیارگان وثوابت مایوس ہیں، چشم نالاں نرگس کا مجسمہ بن چکی ہیں، میخانے کے جام وسبو نگوں دکھائی دے رہے ہیں، ہر چیز سے بے وفائی آشکارا ہے، ہم بھی جدائی کے لمحات سے شناور ہوا چاہتے ہیں، دوستوں اور احباب کا وہ اَچھوتا اور اَلبیلا بانکپن جس سے ساز وطرب، مینا وصہبا، حسن وعشق، نغمہ وبلبل اور سرو شمشاد کا مظہر زینتِ بزم اور بہارِ خوش کناں سا ہوا تھا، اس انقلاب سے چیستان گزشتہ اور داستانِ پارینہ بن کر رہ جائیگا، انبار ارماں سرمایۂ حیات اور گل وانجم کی نوا سنجی کافور ہو جائیگی، آہنگِ بلبل بھینٹ چڑھ جائیگا اور قلبِ بسمل طوفانوں کا مسکن ہو جائیگا۔

اِس وداعِ شبِ وصل پر اظہارِ احساس کے لیے یہ الوداعی مجلس منعقد کی گئی، جس میں احبابِ بزم نظم ونثر میں اپنے کرب وفکر کا اظہار فرمائیں گے، آپ حضرات کی تشریف آوری پر میں دل کی ممکنہ گہرائیوں سے مبارک بادی پیش کرتا ہوں، اللہ آپ کی اِس محبت کو تا دیر رکھے اور درخواست کرتا ہوں کہ سنجیدگی کا ماحول بنا کر قدم بہ قدم ہم درسی کا رول ادا کریں، آپ سے ہی ہماری کامرانی وکامیابی وابستہ ہے۔

دعوتِ تلاوت

آغازِ بزم اُس کتابِ مقدس سے کیا جاتا ہے جو سرچشمۂ اعتدال ووحدانیت ہے، جس سے مردہ دل لوگوں کو نئی اُمنگ اور نیا حوصلہ حاصل ہوا، جس نے عرب کے

ریگستانوں کو ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے زیادہ گراں قدر کردیا۔

جس نے بچھڑی ہوئی انسانیت کو مولیٰ کی چوکھٹ کا پتہ دیا، اس کے لیے ہماری بزم میں ایک دلکش پُرفریب آواز کے شہ پر موجود ہیں جو تلاوت کی تمام نزاکتوں سے واقف ہونے کے ساتھ لہجۂ داؤدی کے محور ہیں۔ میری مراد جناب قاری .... ہیں، موصوف اس شعر کے ساتھ تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

پڑھ کلامِ پاک تو دلکش لب وانداز سے
مست ہو جائیں گے سب ہی پھر تری آواز سے
معجزہ یہ سرمدی ہے میرے آقا کا سنو
آؤ کچھ آیات سن لو پھر لبِ اعجاز سے

دعوت نعت شریف

تلاوتِ کلام اللہ کے بعد اس دیارِ شوق کی سیر کرتے ہیں جس میں خلاصۂ کائنات، آبروئے انسانیت اور وقارِ آدمیت محوِ خواب ہیں۔

رکھ لیا جس نے بھرم ہے محفلِ انسان کا
جس نے مولیٰ کی عنایت سے کیا ہے آشنا

اس کے لیے اس بزم میں آج ایسے نامور اور ذی قدر شاعر موجود ہیں جو ساغرِ عشق ومحبت اپنے لب ولہجہ سے پلانے کا ہنر رکھنے والا ہے، جو ارواح وقلوب کو احساسات و جذبات کا پیکر پَل بھر میں بنانا جانتا ہے، جو کوئے مدینہ اور گنبدِ خضریٰ کے مناظر اپنے اشعار میں اِس طرح پیش کرتے ہیں جیسے مدینہ کی دلکش گلیوں میں گویا ہم داخل ہو چکے ہیں، میری مراد ان کلمات سے جناب .... ہیں، موصوف کو اِس شعر کے ساتھ دعوتِ اسٹیج دیتا ہوں کہ۔

سناؤ نعتِ سرورؐ بزم یوں پُرنور ہوجائے
فلاحِ دوجہاں پاؤ اگر منظور ہوجائے
بڑھاؤ آ کے رونق نعت گوئی کی کرامت سے
ملیں تابانیاں ظلمت جہاں سے دُور ہوجائے

موصوف ڈائز پر۔

دعوت برائے الوداعی تقریر

حضرات محترم! آپ جانتے ہیں کہ اس جدائی اور تکمیل کے ملے جلے ماحول میں ہر دل صدمہ وکلفت کو اپنے سینے میں محسوس کر رہا ہے، دل پر وہ چوٹ ہے کہ جس کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنا امر محال بن چکا ہے۔ ع

بہت دُشوار ہے جتنا سمجھنا اتنا سمجھانا

پس زبان پر یہ کلمات جاری ہوتے ہیں ؎

جو آنسوں آنکھ میں اُبھریں سمجھ لو ان کو نذرانہ
ادا کر ہی نہ پائیں گے یہ آنسوں دل کا افسانہ

اساتذۂ کرام کی بے پایاں شفقتیں اور عنایتیں روگراں لگ رہی ہیں، مادرِ علمی کی پُرکیف و دلگیر فضائیں روٹھ رہی ہیں، قیس وفرہاد کی وفاؤں کے خوگر تسکین قلب وجگر احباب ورفقاء سے ہجرت سر پر منڈلا رہی ہے، یقیناً دل کا دل برداشتہ ہونا امرِ لابدی ہے؛ مگر کیفیت کیا ہے، اس کی منظر کشی کے لیے تشریف لا رہے ہیں جناب............... اس ملے جلے ماحول میں دلوں کی کیا کیفیت ہے، موصوف منظر کشی فرمائیں گے۔ ؎

کچھ حالِ جگر کہہ دو کچھ دیدو دوائے قلب و جگر
پاتے ہیں صدائے رحلت ہی گونجا ہے اِسی سے سارا نگر

دعوت برائے الوداعی ترانہ

مدو جزر حیاتِ انسانی کے ساتھ وابستہ ہے اور نخلِ زیست پر بارہا بادِ سموم کے زہر آلود جھونکے مَس ہوا کرتے ہیں، بارہا دلوں کی نیلامی کا روپ دکھائی دیا کرتا ہے، قلقل مینا کی لبالبی عنقا ہوا کرتی ہے، انسان کی روداد خود آنسوں بہاتی اور اشک فشانی کرتی دکھائی دیتی ہے؛ مگر بعض انقلابات اِس طرح کی سوغات نچھاور فرماتے ہیں کہ انسان ان کو برداشت نہیں کر پاتا، کچھ ایسا ہی سماں ہے آج کی الوداعی بزم کا ہے، جس کو الفاظ کے قالب میں ڈھال کر دلوں کی عکاسی کرنے کی کوشش کی ہے، جناب .... موصوف سے درخواست ہے کہ تشریف لاکر اس زمانے کی عکاسی فرمائیں، جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے ۔

دن یاد وہ مجھ کو آتے ہیں دل دل سے محبت کرتے تھے
منظر وہ ابھی ہیں آنکھوں میں جو قلب کا ساغر بھرتے تھے
وہ واقعے سارے تازہ ہیں گل جن سے سُہانے کھلتے تھے
نقشہ تھا وفا کا خوب یہاں دل دل پہ سدا ہی مرتے تھے

دعوت برائے الوداعی ترانہ

یہ وہ میکدہ ہے جس کی صراحی سے ہم نے مے نوشی کے سبو فراہم کیے اور اور بسط و طرب کے جھرمٹ کو اپنایا ہے اور اس سے ایسی آشنائی اور وابستگی ہوگئی کہ اب جدائی ہوتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ۔

اتنے مانوس صیاد سے ہوگئے ہیں
اب رِہائی ملے گی تو مرجائیں گے

مگر ہرایک سے جدائی اور علیحدگی قانونِ عالم فانی ہے، اسی جدائی کے مختلف

پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لیے ایک ایسے عظیم شہنشاہِ زبان و قلم کو آواز دیتا ہوں جو سمندر کو حسنِ ترتیب کے ساتھ کوزہ میں سُمونے کا ہنر جانتے ہیں، گویا۔ عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جائے ہیں مجھ سے۔

میری مراد جناب .... موصوف تشریف لائیں اور ٹوٹے ہوئے قلوب کی عکاسی فرمائیں۔

دعوت برائے لائحۂ عمل

حضرات! بے شک دلوں میں حسرت و یاس جنم لیے ہوئے ہے اور مدہوشی کا عالم زینتِ احباب بنا ہوا ہے؛ مگر ہمیں ہر انقلاب باخبر کرتا ہے کہ یہ نظامِ کائنات فانی ہے، ہمیں فانی دنیا اور اس کی رنگینیوں میں مست نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ ایسے کام اور مشاغل اپنائے جائیں جن سے رضائے خداوندی اور حیاتِ اَبدی حاصل ہو، تو آج ہم اپنے مادرِ علمی سے جدا ہو رہے ہیں، ہمیں مادرِ علمی سے کیا پیغام ملا؟ اور کس چیز کی ذمہ داری سونپی گئی؟ ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ جناب مولوی .... موصوف تشریف لائیں اور آنے والی بیش بہا زندگی کا لائحۂ عمل طے فرمائیں۔



باسمہٖ تعالیٰ

نظامت الوداعی پروگرام

(برائے طالبات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. اَمَّابَعْدُ!

جدائی ہم پہ چھائی ہے بچھڑنا اب تو قسمت ہے
کھڑی ہیں کشمکش میں سب عیاں اب رنج وکلفت ہے

جب ہم نے آنکھ کھول کر صحیفۂ کائنات کا مطالعہ شروع کیا تو جہاں بے انتہا اٹھکھیلیوں سے مربوط ہوئیں اور خوشیوں نے ہمارے درمیان بسیرا کیا تو ہزارہا الطاف وعنایات ہم اپنے پس وپیش منڈلاتے ہوئے پائی تھیں، بھائیوں کا ایثار، بہنوں کی دلکش باتیں اور خاندان کے دیگر افراد کی بے پایاں شفقت وعطوفت گھر کو ایک جنت خانہ بنائے ہوئے تھیں۔

مگر ان سب میں نمایاں دولت اور سب سے بڑی دل کی رعنائیوں کا عرش والدہ ہوتی تھیں، اگر ہمیں بھوک کا احساس ہوتا تو والدہ بے تاب ہو جاتی، دُکھ درد ہو جاتا تو گویا وہ خود بیمار ہو جاتی، ذرا سی تکلیف پر راتوں کی نیندیں قربان کر دینا اس کا ایک ادنیٰ سا قربانی کا نشان ہوتا تھا، جس طرح ہاجرہؓ اسماعیلؑ کے لیے، اور موسیٰؑ کی والدہ موسیٰؑ کے لیے بے تاب ہوتی تھیں، بالکل وہی منظر کشی والدہ کے زیرِ سایہ ہم کو میسر آتی تھی۔

مگر جب علمِ دین کی تڑپ نے دامن میں جگہ لی تو وہ ساری آسائشیں خیرباد کہنی پڑیں، ساری نازشوں کو چھوڑ کر بوتۂ ہجراں کو اپنا زادِ راہ بنایا اور حقیقی ماں کی شفقتیں جو شب وروز خوشیوں کا لباس پہنائے ہوئے تھی تقریباً روپوش ہو گئیں۔

مگر روحانی ماں نے ہمیں اپنی آغوشِ رحمت میں اِس طرح ڈھانپا کہ حقیقی ماں سے جدا ہونے کا احساس معدوم سا ہونے لگا، اس روحانی ماں یعنی گلشنِ علمی میں جب ہواؤں کے جھونکے چلتے تو اس سے ممتا کی مہک آتی، جب بھی بارانِ حکمت کا پاک سلسلہ شروع ہوتا تو اس کی بھینی بھینی خوشبو میں آنچل کی ہواؤں کی نزاکت جھلکتی، جب بھی علم وحکمت کا کوئی غنچہ خندہ زن ہوتا تو اس سے ماں کے پیار کی یاد تازہ ہو جاتی، جب بھی قال اللہ وقال الرسول کی صدائے بازگشت کانوں سے مَس ہوتی تو حقیقی ماں سے جدا ہونے کی کیفیت میں بہنے والے آنسوں اور سینے میں پیدا ہونے والی اُداسیوں کے وجود کو ختم فرمادیتی۔ اپنی کرم فرما اُستانیوں کی بے پناہ شفقتوں سے لبریز تسلیوں اور دلاسوں سے بارِ فرقت کا ازالہ ہو جاتا۔

کچھ دنوں کے بعد اس مادرِ علمی سے ایسا لگاؤ اور تعلق پیدا ہو گیا کہ اب اس کی دیواروں کو اور بام ودر کو بھی دیکھ کر بیمار دل کو تسلی مل جاتی ہے، اس کی شان وعظمت کا کیا ٹھکانا جس کا تذکرہ دلوں کی فرحت کا سامان ہے، جس کا نام لے کر ہمارے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے، جس کی ایک نظر عنایت نے جہالت کے اندھیاروں کو ہم سے ہمیشہ کے لیے کافور کر دیا، علم وحکمت کی وہ پیاری وادیاں ودیعت فرمائی جو ہمیشہ کے لیے خوشیوں کا سامان ہے، اس کی شفقتوں اور محبتوں کی پاداش میں دل اس بات کا متمنی اور متلاشی تھا کہ اس روحانی ماں کے دامن سے ہماری علیحدگی نہ ہو۔

مگر بہنو! یہ زمانہ، انقلاب کا گہوارہ ہے، اس کے ایک ایک پہلو سے بے وفائی کے چراغ روشن ہیں اور ہمیشہ وصل کی چراگاہوں پر جدائی اور فرقت کے خزاں آمیز جھونکے لانا اس کی فطرت ہے؛ چنانچہ اسی روِش کے کاشانوں پر فروکش ہوتے ہوئے فرقت کا بادل اچانک سروں پر چھا گیا اور مادرِ علمی چھوڑنے کا نقارۂ فرقت شہنائیوں کے سائے میں بجا دیا گیا۔

یہ فراق دل پر کس قدر شاق گزرے گا اس کا احساس خوب سے خوب تر ہو رہا ہے۔ دلوں پر غموں کے پہاڑ ہیں، آلامِ فرقت سے کلیجے اُبل رہے ہیں اور آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب ہے۔

برے غم کی قدر و قیمت کوئی میرے دل سے پوچھے
یہ چراغ وہ ہے جس سے برے دل میں ہے اُجالا

وہ الفت کے بادل جو سدا لبریز رہتے تھے، وہ رحمت کی بوندیں جو دلوں کی مسرت کا سامان ہوتی تھیں اور وہ سہیلیوں کے حوصلہ افزاء کلمات، جو غموں کو بھی خوشیوں کا ہمدوش کر دیتے تھے، آہ! آج ہم سے چھوٹ رہے ہیں، تو زبان پر یہ شعر جاری ہے۔

اس چمن سے جا رہے ہیں بڑھ رہے ہیں رنج و غم
یاس و حسرت کس قدر ہیں کس کو بتلائیں یہ ہم

کلیجے ہتھیلیوں پر ہیں، زبان پر سکتہ ہے کس طرح اظہار کریں۔

نہ مجھ میں جرأت اظہارِ احساس تجرد ہے
نہ خاموشی سے نصرت کا کوئی سامان ہوتا ہے

آنسوؤں کی بارات ہے، سینوں میں غموں کے سیلاب موجزن ہیں، چند الفاظ اس غم کے منظر کی نقشہ کشی کرنے سے قاصر ہیں۔

یہ چند الفاظ ناکافی ہیں اس وقت جدائی پر
محبت کا تقاضا ہے کہ اس کو تا اَبد لکھوں

میری بہنو! یہ وصل کی دولت شاید آج اُجڑتی ہے، آج کے بعد سب سے بڑی خوشی اور فرحت تمہاری دید ہوگی۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلّانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

پیاری بہنو! اسی درد و کرب اور احساسِ ایام کے اظہار کی خاطر یہ الوداعی پروگرام منعقد کیا گیا ہے، جس میں مختلف پہلوؤں سے اس ماحول کو منصہ شہود پر لایا جائیگا۔

دعوت برائے تلاوت

چنانچہ نورانیت و روحانیت پیدا کرنے کے لیے تلاوتِ کلام اللہ کے لیے میں دعوت دیتی ہوں محترمہ.............صاحبہ کو، اِس شعر کے ساتھ ۔

تمہیں رب نے رُتبہ اَنوکھا دیا ہے
تلاوت کی پیاری ملی یہ ضیا ہے
خدا کا کرم ہے ملا ہم کو قرآں
ہر اِک نظم اس کا بڑا دلربا ہے

محترمہ تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام اللہ سے مجلس کا آغاز فرمائیں۔

دعوت برائے نعت خوانی

وہ ذات جس کی آمد سے ہمیں جینے کا حق حاصل ہوا، جس نے عورت کو مساوات کا درجہ عطا کیا اور جس نے صنفِ نازک کو عزت و عصمت کا تاج پہنایا۔

میرے آقا کی آمد سے قبل پورا عالم عورت کو نحوست کا ستارہ تصور کر چکا تھا۔ روما کی مجلسیں عورت کو جانوروں سے بھی بدتر ٹھہرا چکی تھیں۔ ہندوستان کی قدیم نسلیں عورت کو مرد کی مملوک تصور کر چکی تھی اور خود عرب کا یہ حال تھا کہ اگر کسی گھر میں لڑکی کی پیدائش کی خبر مل جاتی تو اس کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔

حالی لکھتے ہیں ۔

جو ہوجاتی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر

پھرے دیکھتی جب وہ شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی اس کو وہ جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

ہمارے آقا و مولیٰ، دلارۂ عرب اور محبوبِ سبحانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عورت کی قدر و منزلت پر قرآن ناطق ہوا، احادیثِ مبارکہ میں پے بہ پے بچیوں کی پرورش پر بشارتیں رونما ہوئیں، عصمت کو محفوظ کیا گیا، پردہ کی دولت ملی، شوہروں کو ان کے حقوق بتلائے اور ان کے ساتھ رواداری کا معاملہ کرنے کی فہمائش کی گئی۔

آج کی مادی پرست دنیا اور یورپ و امریکہ کے شانہ بشانہ چلنے والے لوگ اسلام کو عورت کی ترقیات کی رُکاوٹ گردانتے ہیں، یہ سراسر جہالت ہے، عورت کو بلند مقام عطا کرنے والے اسلام اور بانئ اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛ اس لیے آپ کی مدحت سرائی ہماری زیست کا زیور ہے، تو کیوں نہ ہم اِس محفل میں انوار کی جھالروں کو لہرائیں اور بابِ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ کھولیں؛ اس لیے میں پیش کرتی ہوں اپنی ایک ہونہار سہیلی محترمہ.................. صاحبہ کو تشریف لائیں اور نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرمائیں۔

دعوت برائے الوداعی ترانہ

حالات کی ترجمانی شاعر جس شان کے ساتھ کرسکتا ہے، دیگر اہلِ فن عموماً اس سے قاصر ہوتے ہیں۔

یہ جدائی اور احساسِ جدائی نہایت کربنا کی کا منظر بپا کیے ہوئے ہے، الفاظ شاید اگر جولان گاہ میں آئیں گے تو وادی تیہ میں سرگردانی کے مناظر ان کے سامنے آئیں گے؛

اس لیے اس ماحول کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے لیے ایک الوداعی ترانہ پیش کرنے کے لیے تشریف لاتی ہیں محترمہ.....................صاحبہ۔

محترمہ تشریف لائیں اور ترانۂ الوداعی پیش فرمائیں۔

تبصرہ

ماشاءاللہ کس طرح سے منظر کشی فرمائی، حقیقت کا بڑا عجب نقشہ زیب محفل کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس زبان اور مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت کو مزید جلا عطا فرمائے۔

اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک اور سحر آفریں ترانہ پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے لیے میں درخواست کرتی ہیں محترمہ.....................صاحبہ سے تشریف لائیں اور ترانہ پیش فرمائیں۔

دعوت برائے لائحہ عمل

بے شک اس وقت کا ماحول ہمارے سروں پر قیامت کے منظر سے کم نہیں؛ مگر اس غم میں مر جانا بھی مادرِ علمی کی محبتوں کا تقاضا نہیں، مادرِ علمی نے ہمیں اپنے سینے سے لگا کر جو امانت سونپی ہے وہ صرف چند آنسوؤں سے اَدا نہیں ہوگی، آہ وواویلا اس کا حصہ نہیں، فریادو فغاں سے اس کا تدارک نہیں ہوسکتا؛ بلکہ اس امانت سے ہمارے اوپر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، کچھ چیزیں اپنی زیست کا سرمایہ بنانا پڑیں گی، اس مادرِ علمی کی ہم سے کیا فریاد ہے، وہ ہمیں کس میدان میں دیکھنا چاہتی ہے اور مستقبل ہم سے کس طرح وابستہ ہے، اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے لیے تشریف لارہی ہیں محترمہ.....................صاحبہ تشریف لائیں اور اس ماحول سے ہم آہنگ عنوان پر روشنی ڈالیں۔

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں

تمہیدات برائے نعت خوانی

(۱) محترم سامعین کرام! نعت گوئی اصنافِ شاعری میں ایک نمایاں صنف ہے۔
نعت گوئی میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو افراط وتفریط سے محفوظ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہو؛ کیونکہ اگر ذرّہ کے برابر بھی غلو سے کام لیا گیا تو عبدیت کی نوع سے خروج اور اُلوہیت میں دخول کا احتمال ہے، اور اگر ذرّہ کے برابر بھی ہلکی اور سست تعبیرات استعمال کی گئیں تو گستاخی کا مرتکب ہو جائیگا؛ اس لیے میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے کچھ اشعار شانِ رسالت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) گمراہیت نے جنم لے کر جب انسانیت کے دامن کو داغدار کر ڈالا اور فضائے کائنات جب کفر وشرک کی آلودگیوں کا مرکز بن گئی تو اللہ تعالیٰ نے عرب کے میدان میں ایک درّ یتیم کو مبعوث فرمایا جس نے وحدانیت کے چراغ قدم بہ قدم روشن فرما کر مساوات ورواداری کا درس دیا اور سسکتی ہوئی انسانیت کی غم خواری ومسیحائی فرمائی میں اسی ذاتِ عالی وگرامی کی خدمتِ عالیہ میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) آمنہ کے گھر آج سے تقریباً چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے ایک عالم میں انقلاب پیدا کرنے والا مبعوث ہوا، جس نے پتھر کے زخم کھا کھا کر ظالموں اور سفاکوں کو محبت اور نرمی کا درس دیا اور اُجڑی ہوئی بستی کو حیاتِ نو بخشی، اسی گوشۂ عبداللہ کی خدمت میں ہدیۂ سلام ان اشعار کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) حضرات یہ پروگرام مختلف شعراء اور خطباء پر مشتمل ہے بندہ بھی چونکہ اس

پروگرام کی ایک کڑی ہے؛ اس لیے کوشش کروں گا، آپ کی خدمت میں وہ اشعار پیش کروں جن میں آپ کو یہ محسوس ہو کہ ہم دیارِ یثرب کی سیر میں مست ہیں اور کوچہ حبیبؐ ہماری آنکھوں کا پُرکشش منظر بن چکا ہے؛ اس لیے توجہ چاہوں گا ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) جس مجلس میں ذکرِ پیغمبر آخرالزماںؐ ہوتا ہے، اس کی عظمتوں کا کیا کہنا۔ ہمدوشِ ثریا وہ بزم میری تحقیق کے مطابق ہو جاتی ہے۔

اس بزم میں رونق پیدا کرنے کے لیے اور برکتوں کے نزول کی خاطر میں نعتِ حبیبِ کبریاؐ کے پُرکیف دروازے کھولتا ہوں، آپ سے توجہ کی درخواست ہے، ملاحظہ فرمائیں۔



باسمہٖ تعالیٰ

اشعارِ نظامت

کیوں نہ ہو شامِ اَلم کی داستاں اب بے نقاب
رہروئے راہِ امامت کے ہوئے ہیں ہم رکاب
دشت وگلشن ہیں خوشی میں، کوہ و بن فرحت میں ہیں
اپنی دعوت شرف میں ہے یہ عنایت لاجواب
آپ کی آمد سے حضرت بزم ہے آراستہ
ہرکلی پر بانکپن ہے، غنچہ غنچہ پر شباب

قبلِ تلاوت

چلو اس بزم کو ہم مظہر گلزار کرتے ہیں
تلاوت کے تقدس سے یہ لالہ زار کرتے ہیں
توجہ اپنی اب مرکوز کردو نامِ قرآں پر
تلاوت کے شگوفوں سے وہ اب مہکار کرتے ہیں

پسِ تلاوت

زبانِ قاری صاحب سے تلاوت جب سنی ہم نے
دلوں میں روشنی آئی فضا میں آئی تابانی
ہر اِک جانب سے تنویریں ثریّا دوش کرتی ہیں
منور ہوگئی محفل ہے یہ اعجازِ قرآنی

قبل نعت شریف

مدحت سرکارِ دوعالم سے تابانی کرو
شاعرِ محفل سے اب عرض ثنا خوانی کرو
گنگناؤ نعت سرور اور دلوں کو موہ لو
ہر طرف پژمردگی ہے آؤ فرحانی کرو
نعت گوئی بھی عبادت کی طرح مقبول ہے
اس مبارک صنف میں تم کار حسّانی کرو

پسِ نعت شریف

عجب توصیفِ شاعر ہے عجب ہی نعت خوانی ہے
زباں کی شیرینی دیکھو سلاست پر جوانی ہے
بہت ہی شکریہ ہے آپ کا اس گل نوازی پر
عجب روحانیت بخشی بھلی یہ دُرفشانی ہے

برائے خطابت

تمھیں ہو افتخارِ بزم تم ہی شانِ محفل ہو
خدا رکھے سلامت آپ ہی تو جانِ محفل ہو
علوم و فن میں فخرِ قوم ہو غوّاص عرفاں بھی
تمھیں ہو زینتِ محفل تمھیں ریحانِ محفل ہو
فضاؤں پر ہیں دجل شیطنت کے تیز تر نعرے
کھلاؤ مصر کے گلبن تمھیں کنعان محفل ہو

پسِ تقریر

جو دیا ہے علم و فن کا پتہ ترا شکریہ ترا شکریہ
مرے دل کو دل ہے بنادیا ترا شکریہ ترا شکریہ
ہے طرَبْ میں بزمِ علوم یہ ہے کلی کلی پہ عجب بہار
ترے دم سے کیا کیا ہمیں ملا ترا شکریہ ترا شکریہ

برائے خطابت

وہ امام بزم وہ شیخ ہے وہ کلیم شانِ کلام ہے
وہ ہی اہلِ دل کا سکون ہے وہی رہبروں کا امام ہے
وہ جو روز و شب ہے فنائے حق وہ جو آہ و ہو سے ہے آشنا
جہاں معرفت کے چراغ ہیں جہاں امرِ حق کا پیام ہے
مری بزم میں جو وہ آگئے ملی روح کو یہ عجب غذا
ہوا فضلِ رب ہوا فضلِ رب بڑا دلربا یہ نظام ہے
مری عرض ہے یہی شیخ سے کہ ہیں منتظر سبھی آپ کے
سبھی دل سے تم کو ہیں چاہتے سبھی کی زباں پہ یہ نام ہے

پسِ تقریر

معرفت کے گل کھلانا لیکے رحمت آگیا
حضرتِ والا کے دم سے ابرِ عرفاں چھاگیا
ان کی یہ پند و نصائح قیمتی سرمایہ ہیں
وہ بڑی نعمت کو پایا ان کو جو کہ پاگیا

یا خدا حضرت کی عمر پاک میں برکات ہوں
موسمِ عرفان ان سے ہرطرف لہراگیا

برائے خطابت

صداقت کے شرافت کے امانت کے وہ خُوگر ہیں
شریعت اور طریقت کے بڑے ہی پیارے رہبر ہیں

دعا ہے آپ کا سایہ ہُما سا سر پہ قائم ہو
یہ فیضاں کی لڑی ہر سُو ہمارے سر پہ دائم ہو

خدا نے تم کو بخشی ہے عجب عرفاں کی طغیانی
سدا خُلق و مروت کی بپا رہتی ہے سیلانی

تمہاری پیاری خدمت میں گزارش لیکے آیا ہوں
نصیحت کے گہر بخشو یہ خواہش لیکے آیا ہوں

زہے قسمت حضور دلربا دل را فدا کردن
خوشا موسم بخاموشی رموز عشق وا کردن

پسِ تقریر

بالآخر علم و عرفاں کی یہ بارش پاگئی ہم کو
دبی تھی جو زمانے سے وہ خواہش پاگئی ہم کو

ہمیں اب حضرتِ والا کی باتیں لکھ کے رکھنی ہیں
جہاں جنت نظر آئے وہ تابش پاگئی ہم کو

برائے خطابت

اِس بزم میں نظرِ حضرت سے آتی ہے بہارِ ایمانی
وہ رونقِ بزمِ عالم ہیں وہ زینتِ بزم یزدانی
اللہ نے نسبت بخشی ہے کس شان کی حضرت والا کو
یہ اہلِ جگر کا تحفہ ہے پُرکیف ہے یہ ہی شاہانی
میں دعوتِ مائک دیتا ہوں تشریف ذرا تم لے آؤ
عرفان کی دلکش بارش سے ہرسمت ہی لاؤ فرحانی

پسِ تقریر

بہت ہی خوب ہے حضرت جزاک اللہ جزاک اللہ
منوّر ہوگئی محفل ہے یہ تنویر اہل اللہ
خدایا دیر تک رکھنا یہ سایہ پیارے حضرت کا
ہمیں بھی بخش دے مولیٰ سدا رہنا فنا فی اللہ

تبصرے

قینچی سی زباں ہے تری فقرے ہیں غضب کے
الفاظ زباں سے تری بکھرے ہیں غضب کے

(۲) تبصرہ

اِک گلِ نوخیز اُٹھا اور معطر کرگیا
سینکڑوں لوگوں کے سینے وہ مسخر کرگیا

صاف گو شیریں سخن تھا طرزِ واعظ دلربا
وہ شبستانوں میں ٹوکا اور منوّر کرگیا

(۳) تبصرہ

یہ علم و عمل کی بارش تھی بنجر میں بہاریں لائی ہیں
حضرت کی نظر کے صدقہ میں الطاف کی بدلی چھائی ہیں
ہر لفظ نظام سنت ہے ہر رنگ بہار ایمانی ہے
تاریکی تھی بزمِ عالم میں اب نُور کی کرنیں پائی ہیں

برائے دعوتِ عوام

یہ میخانہ ہے عرفاں کا یہ سنت کا گلستاں ہے
اکابر قوم کے آئیں گے یہ گلزار یزداں ہے
تمنا ہے کہ آجاؤ یہ محفل ہے تقدس کی
جہاں قسمت بدلتی ہے یہی وہ بزم عرفاں ہے

برائے دعوتِ عوام

بہار آئی ہے، نورانی فضاؤں کا سماں آیا
یہ علم و فن کی محفل ہے سنورنے کا زماں آیا

....

خوشی میں آج پورا شہر ہی ڈوبا سا لگتا ہے
خوشی کا شادیانہ ہرطرف ہی آج بجتا ہے

....

خدائے پاک کے انعام اَن گن ہیں گلستاں میں
چلے آؤ کہ انوارِ ہدایت ہیں دبستاں میں

....

یہ رحمت ربّ عالم کی چمن پر آشکارا ہے
یہ گلشن علم و حکمت کا ہمیں ازحد پیارا ہے

....

خدا کا فضل ہے خوشیوں سے محفل ہوگئی روشن
بہار آئی بہار آئی بڑا پُرکیف ہے گلشن

....

تمہارے واسطے محفل سجائی میں نے اے ہمدم!
محبت سے بلاتا ہوں کہ خوشیوں کا ہے یہ موسم

....

مولیٰ نے عطا یہ فرحت کی، ہیں اس کی عنایت محفل میں
محفل میں مِری تم آجاؤ پُرکیف ہے رحمت محفل میں

....

دلوں کے ہار سے میں خیرمقدم کرنے والا ہوں
میں اُمیدوں کے دامن کو سراپا بھرنے والا ہوں

....

تم دل کے بھرم ہو آجاؤ تم زینتِ دل ہو آجاؤ
تم سے ہی سجے گی بزم مِری، تم چاہتِ دل ہو آجاؤ

....

غروب اب ہوگیا سورج ؛ مگر مہتاب نکلا ہے
زمینِ شعر میں یارو! عجب مرغاب نکلا ہے
ہزاروں دل فدا ہوتے ہیں جب وہ شعر کہتے ہیں
یہ سب عشاق کہتے ہیں حسیں اب باب نکلا ہے

....

اِس کاخ کے ذرّے ذرّے کو ہم موتی بنانا جانتے ہیں
ممتاز کی خاطر تاج محل ہم اب بھی بنانا جانتے ہیں
انصاف کی خاطر جاں دینا دستور ہے اپنا صدیوں سے
عظمت پہ وطن کی ہنس ہنس کر سَر اَب بھی کٹانا جانتے ہیں

....

خوشی میں چاند تارے مسکرا کر آئے محفل میں
چلے آؤ کہ رحمت کے ہیں بادل چھائے محفل میں

....

اے دل کی لگن کچھ تُو نے سنا مہمانوں کی شرکت ہوتی ہے
رستوں میں بچھادو پلکوں کو اِس طرح کی فرحت ہوتی ہے

....

فرشتے جس پہ رشکاں ہیں ہدایت جس نے بخشی ہے
عطا کی جس نے تابانی محبت جس نے بخشی ہے
وہ رب کا پیارا تحفہ ہے جسے قرآن کہتے ہیں
یہ وہ قرآن ہے ہمدم شریعت جس نے بخشی ہے

....

نہ مغرب میں نہ شیطاں میں نہ ہے دولت کے گلبن میں
ہدایت اور رہ یابی ملے ہے ان کے آنگن میں
رسول اللہ کا اُسوہ سراپا کامرانی ہے
خدا کی مرضی رہتی ہے انہیں کے پیارے گلشن میں

....

کتابِ ملتِ بیضا کی تعلیمات تحفہ ہے
ملے قرآن سے ہم کو جو ارشادات تحفہ ہے
نمازِ حق ادا کرنا ہے یہ معراجِ ایمانی
جو اپنے مال سے دیتے ہیں ہم صدقات تحفہ ہے

....

محبت جس سے لُٹتی ہے جہاں غربت رہے لازم
جہاں نفرت ہویدا ہے جہاں ظلمت رہے لازم
وہ سودی نظم ہے ہمدم وہ سودی شیطنت پیارے
یہ ایجاد یہوداں ہے تو یوں لعنت رہے لازم

....

کتابوں سے نہیں ہوتے وہ حاصل علم کے دھارے
اکابر کی نظر سے جو کہ مل جاتے ہیں شہ پارے
زمانے میں ہدایت کے یہی سرچشمے ہیں سن لو
دکھائیں شب میں جیسے راہ ماہِ کامل اور تارے

....

خطابت کی نازش بلاغت کی تابش
اکابر کے پیارے بڑوں کی جوارش
وہ رہبر جو اسلاف کی ہیں نشانی
وہ تشریف لائیں، ہے یہ ہی گزارش

....

سادگی کے تاجور ہیں نیک خو انسان ہیں
علم و فن کے گلستاں میں وہ عظیم الشان ہیں
صاف گوئی اور خوش خلقی نمایاں آپ کی
یادِ اسلاف آپ ہیں اور ان کی ہی پہچان ہیں

تقریر کے بعد

یہی تھے وہ کہ جن پر یاں فصاحت ناز کرتی ہے
یہ ہیں غوّاص عرفاں کے بلاغت ناز کرتی ہے
نصیحت ایک اِک ان کی گرانما یہ خزانہ ہے
یہ وہ ساغر ہیں حکمت کے کہ حکمت ناز کرتی ہے

تقریر کے بعد

نصیحت ایسے فرمانا کہ بس دل میں اُتر جانا
عجب انداز حضرت تھا سبھی نے اس کو پہچانا
خدایا حضرت والا کی برکت عمر میں کردے
رہیں خدمات امت میں خدایا ان کی روزانہ

تقریر سے پہلے

خزانے معرفت کے ہیں وہ گوہر ہیں شریعت کے
خدا رکھے سلامت آپ ہیں مظہر طریقت کے
علوم عالیہ اور آلیہ کے شاہ دانے ہیں
مربی مصلح امت ہیں سچے داعی وحدت کے
مری درخواست ہے حضرت کہ تم تشریف لے آؤ
پلاؤ ہم پیاسوں کو تم اب ساغر حقیقت کے

....

حضرتِ والا کی آمد ہے بہاروں پر بہار
ان کی پیاری پیاری آمد سے ہے ہر گل پر سنگھار
سیکڑوں چھوڑے مشاغل اپنے جلسے کے لیے
کیوں نہ پھر دل سے بنیں گے ان کے ہم خدمت گزار
کرسی پر تشریف لاکر وعظ فرمائیں گے وہ
دید کا یہ وقت آیا گم ہے وقت انتظار

....

ہر گل کو معطر کر ڈالا ہر ایک کلی ہے جوبن پر
کچھ ایسی نوازش فرمائی آئی ہیں بہاریں گلشن پر
شبنم کی نمی کافور ہوئی ہر ایک ہی پودا مسکایا
جب شمس ادب کی تابش سے آئی ہے کرن یہ آنگن پر

....

ہیں حضرت ایسے انساں جو کہ ہیں اخلاق کے پیکر
علوم و فن کے گہوارے ہیں وہ تقریر کے مظہر
بڑا شیریں ہے لہجہ اور بڑے علمی مضامین ہیں
وہ اب تشریف لاتے ہیں جو ہیں عرفاں کے جوہر

....

شاخِ گل سے گل کی پتی کا جگر کاٹو تو کیا
لہجۂ شیریں سے سینے ہو چلیں محبوس ہیں
اس چمن کی عندلیبوں کا تغافل ہے عجب
اس طرح خاموش ہیں جیسے کہ یہ طاؤس ہیں

....

تلاوت کے مزے لوٹو سنو تم نعت سرور بھی
خطابت کی کرن بھی روشنی کرتی ودیعت ہے

....

خطابت جوہر نطق و لساں ہے تیغ بُرّاں ہے
خطابت مخزنِ اخلاق ہے یہ شانِ انساں ہے
یہ جذبوں کے تموُّج کا ہے بحر بیکراں ہمدم
یہ ہمدوش ثریا ہے یہ تاروں سے درخشاں ہے

....

ہیں نور کے جھرنے محفل میں انوارِ عنایت زیب چمن
سینچے ہیں یہاں کے بام و در ہے رسمِ شریعت زیب چمن

عرفان کے ساغر لٹتے ہیں، ایماں کی صراحی جاری ہے
وحدت کے ترانے گائیں گے عقبیٰ کی ہے دولت زیب چمن

....

صراحی ہے سبو ہے جام ہے مے خوارو آجاؤ!
لبالب ظرف ہیں سارے تو میرے پیارو آجاؤ!
یہاں کا ایک اِک لمحہ سراپا نور و نکہت ہے
سجی ہے بزم دلداراں تو اے دلدارو آجاؤ!

....

ادب سے بیٹھ جاؤ شور و غل کافور کردو تم
سلیقہ ایسا اپناؤ ہمیں مسرور کردو تم
تمہارے ہی سلیقہ سے سجے گی بزمِ ایمانی
یہ پنڈال اپنا پیارا خوب ہی معمور کردو تم

....

مبارک ہو یہاں آنا مبارک بزمِ ایمانی
اکابر کی زیارت سے ملے گی تم کو فرحانی
یہاں پر جو بھی آئے گا وہی انوار پائے گا
ملے ہے ان اکابر سے سدا مہکار روحانی

....

خوشا قسمت کہ مے خواری ملی ساقی کے ہاتھوں سے
نشہ وحدت کا مے خانے کا زیور بننے والا ہے

....

تلاوت کے لیے تشریف لاتے ہیں مرے ہمدم
لب و لہجہ سے ان کے خوشنما ہوجائیں گے موسم
کتاب اللہ کو سننا توجہ سے ہوا لازم
سنیں گے کیوں نہ ہم اس کو کہ یہ زخموں کا ہے مرہم
بڑا پُرکیف تھا منظر تلاوت سے طرب آیا
بڑا شیریں تھا لہجہ بھی مزہ جس میں عجب آیا
کتاب اللہ اے لوگو! خدا کی پیاری دولت ہے
رضائے رب ملی اس سے تو جینے کا ادب آیا

....

تلاوت قاری صاحب جس گھڑی کرتے ہیں مستی میں
بہاریں لیکے آتے ہیں سراپا باغ ہستی میں
ہے قرآں وہ عطا لوگو! کہ جس نے بخشی سلطانی
بلندی لیکے آتا ہے سدا یہ شہر پستی میں

....

خداوند جہاں کی ساری تعلیمات کو مانو
نماز و روزہ و حج کو ہر اِک صدقات کو مانو
یہ قرآں رب کا تحفہ ہے یہ قرآں رب کی نعمت ہے
ملی تیئیس برس میں جو اسی سوغات کو مانو
ہر اِک ہی حکم ربی پر تمھیں لبیک کہنا ہے
نواہی سے بچو ہر لمحہ ماموارت کو مانو

....

جناب حضرت مولانا صاحب علمی شہ پارے
علوم و فن کے مرکز ہیں وہ ہیں عرفاں کے فوارے
بڑے خوش خلق انساں ہیں بڑے شیریں مقرر ہیں
سر بزم آتے ہیں جس دم بہے ہیں علم کے دھارے
مبارک حضرت والا یہاں تشریف لاتے ہیں
میں دیتا ہوں انہیں دعوت کرو سب ان کے نظّارے
جناب والا عالم میں ہے تاریکی گناہوں سے
مٹادو جہل کے طوفاں لُٹاؤ علمی سیّارے

....

مقرر صاحب اب آئیں گے ہنگامہ مچائیں گے
چلا خنجر جو حق کا اس کا نقشہ کھینچ لائیں گے

....

وہ شیر کے مانند چمکے ہیں وہ شیر کے مانند گرجے ہیں
برسات ہے دن برسات کے وہ بے ابر کے ہر سُو برسے ہیں

....

الفاظ کی نکہت سے کرتے ہیں معطر وہ
سینوں کو طلاقت سے کرتے ہیں مسخر وہ

....

کس شان کی بندش تھی کس شان کا جوبن تھا
چہچہائی وہ جب بلبل معمور یہ گلشن تھا

....

محفل کو بنا ڈالا الفاظ کے دھاروں سے
جیسے ہوں عیاں کرنیں ہر سمت ستاروں سے

....

جو بن رہبر کے چلتے ہیں کبھی منزل نہیں پاتے
غبار بزم رہتے ہیں کوئی محفل نہیں پاتے
اگر مقصد کو پانا ہے تو سالک لازماً لے لو
سفینے ناخدا کے بن کبھی ساحل نہیں پاتے

....

منزلِ مقصود بن رہبر بڑی دُشوار ہے
پار ہوسکتا نہیں یہ آہنی دیوار ہے
موج کی طغیانی لاحاصل ہے گر رہبر ہو ساتھ
ششدری پر راہبر کے سامنے منجدھار ہے

....

ترے سیکڑوں مقاصد ترے ناخدا کے صدقے
ملیں سیکڑوں محامد ترے ناخدا کے صدقے
تجھے چاہے گر بصیرت تو پکڑ لے راہبر کو
مٹے سیکڑوں مفاسد ترے ناخدا کے صدقے

....

رہبر سے منزلوں کی ہوتی نشاں دہی ہے
زندہ دلی کی ان کو ہر دم ہی آگہی ہے

سجّادہ گر رنگائے بے خوف اس کو رنگ دے
سالک کی پیروی میں ہر دم ہی آشتی ہے

....

اس بزم میں آئے شان چمن پر کیف ہوئی ہے تابانی
آمد پہ مبارک باد کہوں کی سب کو عطا ہے فرحانی
اس باغ کا پتہ پتہ ہی دیتا ہے مبارک باد تمہیں
تم ساتھ میں رحمت لائے ہو یہ بزم ہے تم سے نورانی

....

سجے ہیں آمد حضرت سے اپنے بام و در ساقی
بھریں گے ہم بھی سینے میں یہاں علم و ہنر ساقی
وہ بحر علم و فن آئے جو ہیں حاملِ شریعت کے
جو آئے گا لٹا دیں گے اسی پر صد گہر ساقی

....

محفل پہ مسرت آتی ہے مستانہ ہوائیں جاری ہیں
ملتی ہے خدا کی جن سے رضا یاں ایسی ہوائیں جاری ہیں
ہیں قمقمے روشن ہر سو یہاں قندیلیں جلی ہیں رحمت کی
ساقی کی نوازش جاری ہے ہر سمت عطائیں جاری ہیں

....

مولیٰ کی عنایت ہم کو ملی سجتی ہے یہ بزمِ ایمانی
جو لوگ یہاں پر آئے ہیں مقبول ہے ان کی قربانی

آ جاؤ میری اس محفل میں آواز میں دل سے دیتا ہوں
دعوت پہ میری گر آؤ گے مل جائے گی دل کو فرحانی

....

فضا، مائک، سماں، بربط، طرب، حکمت سماں خیزی
تمہارے واسطے میں یہ جوارش لیکے آیا ہوں
چمن پتی کنول گلبن کلی جوبن فضا شبنم
چلے آؤ کہ نظاروں کی تابش لیکے آیا ہوں

....

خیر مقدم خوش قدومی زیب محفل ناز دل
آپ کی آمد سے قائم ہوگیا ہے ساز دل
بزم کا آغاز ہے تشریف فوراً لائیے
بزم کا آغاز کیا گویا ہے یہ آغازِ دل

....

محفل علم و تفکر، نازش صہبائے دل
آپ کی آمد بنی ہے آج پھر گہنائے دل
جام و مینا میکدہ ساقی صراحی اور طرب
خوش کناں موسم ہے بنتے ہیں چلو شیدائے دل

....

مناظر پُرکشش دیکھو اکابر کی نظر دیکھو
شرابِ معرفت لُوٹو یہاں علمی گہر دیکھو

سکوں کی ایسی دولت مل نہیں سکتی زمانے میں
یہاں پر آؤ اور تابانی شمس و قمر دیکھو

....

مِری بزم دل کا سکون ہے یہ سراپا دل کا سرور ہے
یہاں علم وفن کی بہار ہے یہ سراپا فکر وشعور ہے
یہاں رنگ ونکہت و دلکشی یہاں معرفت کی ہے چاشنی
یہاں آگہی کی ہے نغمگی یہاں نازشوں کا صدور ہے

....

فکر قرآں سے زمانہ آج تاباں ہوگیا
اس سہانی بزم سے ہر کوئی فرحاں ہوگیا
یہ اکابر کی زیارت کا حرم بننے کو ہے
جو یہاں پر آگیا بس وہی نازاں ہوگیا

....

شعور و آگہی فکر و ادب کی یہ جوارش ہے
اخوت اور عنایت کی سراپا یہ نگارش ہے
یہاں عرفان کے ساغر لبالب ہیں مِرے ہمدم
جہالت اس سے مٹتی ہے یہ ایسی پیاری تابش ہے

....

محبت سے بھنور میں ڈوب جانا بھی محبت ہے
گلوں کے دل پہ پتھر مارنا اچھا نہیں لگتا

....

کتاب اللہ سے ہم کو ملی ہے روحِ ایمانی
منور ہوگئی عالم کی قرآں سے ہی پیشانی
حرم کا پیارا یہ اعزاز ہے اس کے تصدق سے
عرب کے جانبازوں نے اسی سے کی ہے سلطانی
کرو آغاز قرآں کی تلاوت سے مِرے ہمدم
یہ وہ قرآں ہے جس سے منور ہیں یہ کُل موسم
خوشا قسمت کہ مولیٰ نے ہمیں بخشی یہ دولت ہے
ملی ہیں فرحتیں اس سے مٹا ہے دل کا یہ ماتم

....

یہ اعجاز کتاب اللہ مسلم ہے زمانے میں
کہ اس کی دلکشی پر ہر کوئی قربان ہوتا ہے
لگاؤ اپنے سینے سے کہ یہ خالق کا تحفہ ہے
جو اس سے دل لگاتا ہے بڑا ذی شان ہوتا ہے

....

سلیقہ شرط اوّل ہے یہاں پر شادمانی کا
یہاں پر بارشیں بنجر میں برسائیں نہیں جاتی

....

محمد مصطفیٰؐ جس نے لباس معرفت بخشا
وہ جس کے دم سے گلزار و گلستاں باغباں مہکا
جو وحدت کی ضیا لایا گھٹا لایا جو الفت کی
حرا کی گود سے یوں عرشِ اعظم کا نشاں چمکا

یتیموں بیکسوں کو جس نے بخشی زندگانی ہے
تصدق جن کے ایمان و عمل کی کامرانی ہے
عطا کی راہِ جنت بھی تو مولیٰ کی نوازش بھی
مٹائی دل کی رنجانی انہیں سے شادمانی ہے
آ گئے ہیں کملی والے نور کا ساغر لیے
اِک کتاب پاک یعنی علم کا پیکر لیے
آپ کی تعلیم سے عالم نے پائی روشنی
آپ آئے اعتدال و فکر کا مظہر لیے

....

نورانی سماں پھر بن جاتا ہے جب ذکرِ محمدؐ ہوتا ہے
پر نور اُجالا چھاتا ہے جب ذکرِ محمدؐ ہوتا ہے
انوار کی جھالر لہرائیں خوشبو سے معطر ہو جائیں
ہر ذرّہ جہاں کا بھاتا ہے جب ذکرِ محمدؐ ہوتا ہے

....

ملتی ہے صداقت انساں کو پاتے ہیں صراحی حکمت کی
ہے شانِ خطابت دل کا بھرم زنجیر ہے نظم وحدت کی
بھٹکوں کو ہدایت اس سے ملے زندیق بنے ہیں فردوسی
اس کاخ سے گونجے جو بھی صدا وہ راہ دکھائے جنت کی

....

یہ قبا کا منظر ہے شان ہے یہ ایماں کی
یہ نبی کی سنت ہے یہ شعار اعظم ہے

خُلق و علم و تقویٰ کے ہیں سراپا یہ پیکر
اہلِ دل کے زیور ہیں باغ میں مکرم ہے
اس چمن میں آجانا کیوں نہ خوشیاں لائے گا
ہوگئی زیارت جب یوں خوشی کا عالم ہے
یا خدا یہ مے خانہ تا اَبد پھلے پھولے
ہیں دعا میں لب جنباں اور چشم پُرنم ہے

....

صحابہؓ ملتِ اسلام کا پُرکیف زیور ہیں
محمدؐ کے وہ عاشق ہیں اطاعت کے وہ پیکر ہیں
وطن، اولاد، مال اپنا کیا قربان آقاؐ پر
خدا کو یوں پسند آئے وہ یوں محبوبِ داور ہیں
سلیمی بزم احمدؐ کے ہیں تارے تابشِ عالم
شرافت کی جوارش ہیں اخوت کے وہ مظہر ہیں

....

اقوالِ صحابہؓ حجت ہیں اجماعِ صحابہؓ حجت ہے
کردارِ نبی سے واقف ہیں ہر لمحہ یوں ان کا سنت ہے
عالم میں جنہوں نے لہرایا پُرکیف علَم یہ عرفاں کا
وہ مصدر دین رحمت ہیں ہر ایک ہی شانِ بعثت ہے
جو عیب تلاشے ان کے ہیں وہ دین کے ظاہر دشمن ہیں
جو طعنہ زنی ہیں ان پہ کریں ان سب پہ خدا کی لعنت ہے

....

آجاؤ سناؤ نعتِ نبیؐ نورانی چمن کو کردو عطا
سیرت کے سُہانے میداں میں کر ڈالو عطا کر ڈالو سخا
جب نعت نبی پڑھتا ہے کوئی ملتی ہے نوائے ایمانی
اس شان سے آؤ محفل میں ہوجائے زمانہ تم پہ فدا
کیوں ہم سے خفا سے رہتے ہو آجاؤ سناؤ نعتِ نبیؐ
کیوں ہم سے ہر اِک پل ہی چھپتے ہو آجاؤ سناؤ نعتِ نبیؐ
چند سانسوں کا میلا دنیا ہے یوں اس میں تعنت ٹھیک نہیں
کیوں ہم سے یہ نفرت کرتے ہو آجاؤ سناؤ نعتِ نبیؐ

....

کلام اللہ سے نورانیت کا اب سماں آیا
اُسی کے دم سے الطافِ خدا کا ابر ہے چھایا
جہاں قرآں پڑھا جائے وہاں انوار آتے ہیں
کلام اللہ کی نکہت نے گلشن اپنا مہکایا

....

نعت گوئی کی کرامت سے کسے انکار ہے
کیوں کہ اس میں ذکر پاک احمدؐ مختار ہے
مرحبا صد مرحبا شاعر صاحب آئے ہیں اب
ان کی آمد سے چمن میں ہر طرف مہکار ہے

....

پڑھو تم نعت اے ہمدم اسی سے آئے گی رونق
کہ ذکر پاک سے نورانیت حصہ میں آئے گی

رسول اللہؐ کا اُسوہ سراپا رحم و رأفت ہے
انہیں کے ذکر سے انسانیت حصہ میں آئے گی

....

جو رازِ کن فکاں بھی ہے وہ وجہ بزمِ ہستی ہے
کہ جس کے ذکر سے محفل میں بھی رحمت برستی ہے
عقیدت کے ترانے گنگناؤ آکے مائک پر
لُٹاؤ ایسی بارش جس کو یہ دنیا ترستی ہے

....

سلام اس ذات پر جس نے محبت کی ضیاء بخشی
سلام اس پر کہ جس نے نُور کی ہم کو فضا بخشی
سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کو تاج پہنائے
سلام اس پر کہ جس نے دائمی علمی بہا بخشی

....

خطابت سے جوانمردی کی کرنیں نور لاتی ہیں
شجاعت کی بہاریں اس سے شان طور لاتی ہیں
نظامِ حریت اس کے تصدق آیا کرتا ہے
زمانے کی شعائیں اس سے ہی منشور لاتی ہیں

....

بیاں ایسا ہے حضرت کا کہ دل پُرنور ہوجائیں
ہیں ایسے جام ساقی پر کہ سب محمود ہوجائیں

بلاتا ہوں میں حضرت کو سنبھل کر بیٹھ جاؤ تم
اب ایسا علم آتا ہے کہ سب مسرور ہوجائیں

....

جب جوش خطابت پیدا ہو ہوتا ہے عروجِ انسانی
انداز و بشارت جھومر ہے ملتی ہے دلوں کو فرحانی
جب زیر و بم لہجہ بے باک جواہر بخشے ہے
الفاظ کی ندرت فہم عجب ہوتی ہے لساں کی سیلانی

....

کیا شانِ خطابت شانِ بیاں ہر ایک اسیر گلبن ہے
ہر پھول جہاں پر ملتا ہے یہ اتنا پیارا گلشن ہے
یہ ایسا صدف ہے موتی کی جس جال پہ حفاظت ہوتی ہے
اسرار ہدیٰ ملتے ہیں جہاں یہ ایسا انوکھا درپن ہے

....

خدا رکھے سلامت آپ کی علمی بہاروں کو
سلاست اور فصاحت کو بلاغت کے نظاروں کو
یقیناً ہم نے حضرت سے بڑا ہی فیض پایا ہے
منور کردیا حضرت نے علمی مرغزاروں کو

....

ہیں وہ اخلاق کے پیکر وہ عاشق ہیں نبوت کے
سراپا لم و حکمت ہیں شناور ہیں شریعت کے

خدا نے حضرت والا کو ساغر علم کے بخشے
خطابت کے وہ دریا ہیں سمندر ہیں بلاغت کے

....

کس شان سے حضرت نے محفل کو سجایا ہے
پُرنُور ہوئے سینے ہر دل کو سجایا ہے
اللہ کرے حضرت تادیر ہوں محفل میں
مولیٰ کا یہ فیضاں ہے اِک دریا بہایا ہے

....

بڑے شیریں زباں بھی ہیں بڑے ہیں خوش بیاں حضرت
بڑے اخلاق کے پیکر ہیں رحمت کے نشاں حضرت
وہ میری بزم میں آئے مبارک ہو مبارک ہو
یقیناً اپنی خاطر ہیں دلوں کا سائباں حضرت

....

تابانیاں ہر سُو چھاتی ہیں آگاہ تھے ہم سب رحمت سے
فرحت ہے پیاری کتنی ہوئی مولانا کی پیاری شرکت سے
پُرلطف سلاست کیا کہنا تقریر کا نقشہ کیا کہنا
ہر ایک کا دل قربان ہوا اِک شیریں زباں پر الفت سے
اللہ کرے یہ علمی بہا ہر آن ہماری قسمت ہو
ہو عمر میں برکت حضرت کی یہ عرض ہے ذاتِ وحدت سے

....

ہماری بزم میں ساقی کھلیں اسرار سلطانی
بہار علم و عرفاں ہے بہارِ باغِ رحمانی
خدا نے جس کو بخشی ہے سراپا نُور کی حکمت
یقیناً اس کی محور ہے یہاں تقریر ایمانی

....

عجب شانِ مقرر تھی عجب تقریر حقانی
ثریا سے بھی آگے تھی یہاں حضرت کی تابانی
بڑے تحقیقی نکتے تھے معارف بخشے سینوں کو
خدا کرعمر میں برکت سجا تو ان کی پیشانی

....

تصوف کے امام آئے خطابت کے وہ شہ پارے
بہے ہیں شیخ کے دم سے یہاں رحمت کے فوّارے
گلستانِ معارف کو وہ علمی شان بخشیں گے
میں دعوت ان کو دیتا ہوں کروتم ان کے نظّارے

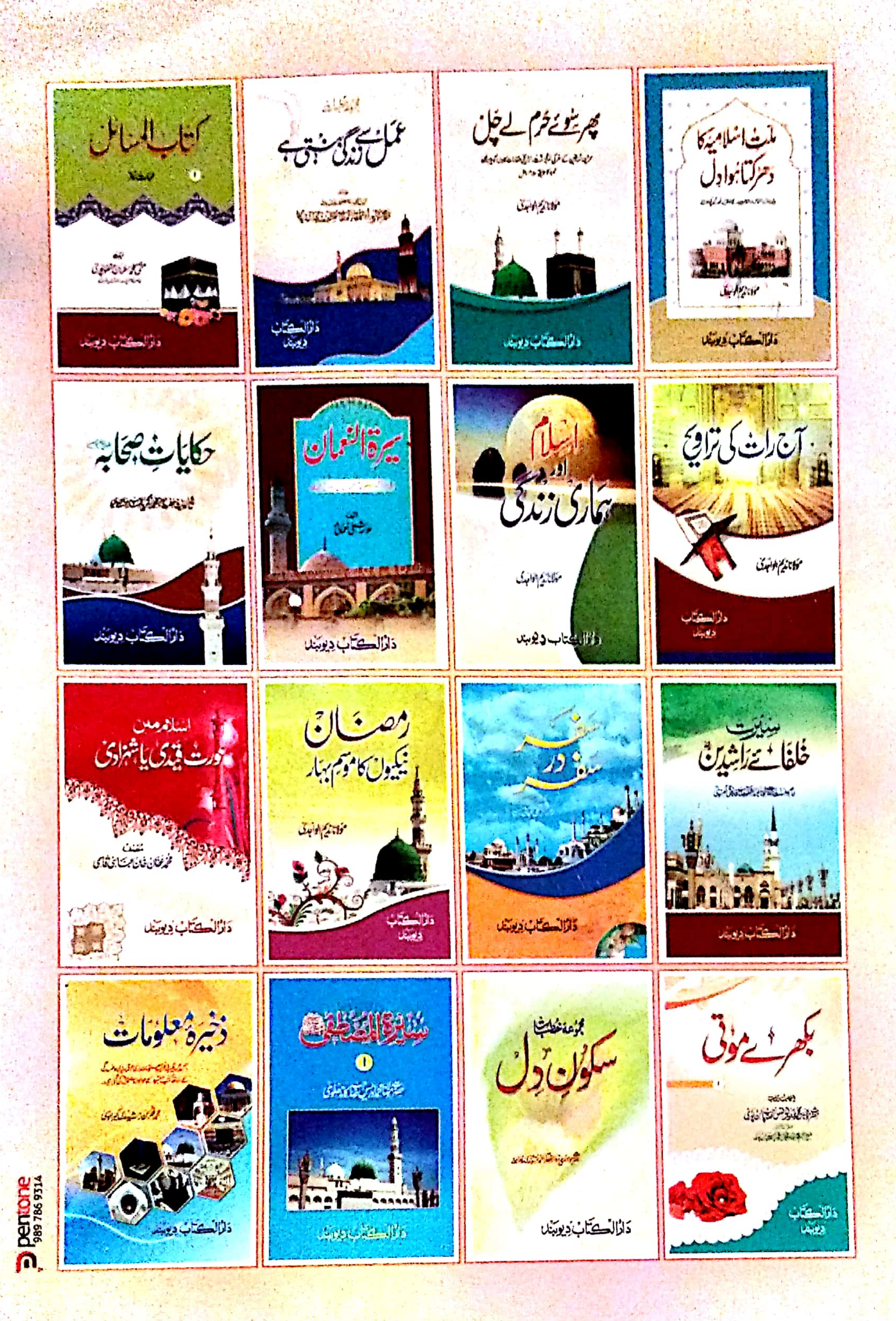
....

جو یہ علم ہم پہ لُٹا دیا ترا شکریہ ترا شکریہ
مِری بزم کو ہے سجادیا ترا شکریہ ترا شکریہ
یہ عجب تھی دلکشی بزم میں یہ عجب تھی دل کی خوشی خوشی
جو شرع کا نغمہ سنادیا ترا شکریہ ترا شکریہ

....

تحقیق کے جھرنوں سے برسات کا مظہر تھا
پُرکیف بہاریں تھیں پُرکیف یہ منظر تھا
کس شان سے حضرت نے محفل کو سنوارا ہے
ہر ایک کلی خوش تھی ہر گل ہی معطر تھا





DARUL KITAB

DEOBAND, DIST. SAHARANPUR, U.P. (INDIA) PIN-247554

Mobile: 9412557658, 9997520332 Phone: 01336-222558

Email : nadimulwajidi@gmail.com